URDU Gif Format

سرور العید السعید فی حل الدعاء بعد صلاۃ العید

۱۳۳۹ھ

نمازِ عید کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کا ثبوت

مصنف:

اعلیٰ حضرت، مجدد امام احمد رضا علیہ الرحمہ

ALAHAZRAT NETWORK
اعلحضرت نیٹ ورک
www.alahazratnetwork.org

www.alahazratnetwork.org

سرور العید السعید فی حل الدعاء بعد صلوٰۃ العید

(نمازِ عید کے بعد ہاتھ اٹھا کر دُعاء مانگنے کا ثبوت)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ ۱۴۱۳ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی نے اپنے فتاوٰی کی جلد ثانی میں یہ امر تحریر فرمایا ہے کہ بعد دوگانہ عیدین یا بعد خطبہ عیدین دُعا مانگنا حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم و صحابہ و تابعین رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین سے کسی طرح ثابت نہیں اب وہابیہ نے اس پر بڑا غل شور کیا ہے دعائے مذکور کو ناجائز کہتے اور مسلمانوں کو اس سے منع کرتے اور تحریر مذکور سے سند لاتے ہیں کہ مولوی عبدالحی صاحب فتوٰی دے گئے ہیں ان کی ممانعتوں نے یہاں تک اثر ڈالا کہ لوگوں نے بعد فرائض پنجگانہ بھی دعا چھوڑ دی اس بارے میں حق کیا ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۵ الحمد للہ الذی حبّبنا العید وجعلہ مقربا لکل بعید وامرنا بالدعاء فی الیوم السعید ووعدنا بالاجابۃ فی الکلام الحمید والصلوٰۃ والسلام علی من وجہہ عید ولقاؤہ عید ومولدہ عیدٌ وای عید وعلٰی اٰلہ الکرام وصحبہ

اللہ کے نام سے شروع جو رحمٰن و رحیم ہے سب تعریف اللہ تعالٰی کے لئے جس نے ہمارے لئے عید کو محبوب بنایا اور اسے ہر بعید کو قریب کرنے والا بنایا، یوم سعید میں دعا کا حکم دیا، کلامِ حمید میں قبولیت کا وعدہ فرمایا اور صلوٰۃ و سلام ہو اس ذاتِ اقدس پر جس کا چہرہ عید، دیدار عید، میلاد عید ہے، آپ کی آل محترم اور صحابہ عظام

العظام ما دعا الله فی العید عبد سعید و تعانق النور والسرور غداۃ العید و اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمدًا عبدہ ورسولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی اٰلہ وصحبہ من یوم ابدا الی یوم یعید اٰمین اٰمین یا عزیز یا مجید ۵؎

پر بھی جب تک کوئی عبد سعید عید کے موقعہ پر دعا کرنے والا ہے اور جب تک عید کی صبح کو نور و سرور باہم پائے جائیں میں گواہی دیتا ہُوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ وحدہٗ لاشریک ہے اور حضرت محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اللہ کے برگزیدہ بندے اور رسول ہیں آپ کی ذات، آل اور صحابہ پر درود وسلام ابتدائی دن سے لے کر آخری دن تک ہو، اے غالب، اے صاحب مجد، دعا قبول فرما، دعا قبول فرما۔ (ت)

اللھم ھدایۃ الحق والصواب (اے اللہ حق اور صواب کی ہدایت عطا فرمائے۔ت)

نمازِ عیدین کے بعد دُعا حضراتِ عالیہ تابعین عظام و مجتہدین اعلام رضی اللہ تعالٰی عنہم سے ثابت،

قال الفقیر عبد المصطفٰی احمد رضا المحمدی السنی الحنفی القادری البرکاتی البریلوی غفر اللہ لہ وحقق املہ انبانا المولٰی عبد الرحمٰن السراج المکی مفتی بلد اللہ الحرام ببیتہ عند باب الصفا لثمان بقین من ذی الحجۃ سنۃ خمس وتسعین بعد الالف والمائتین فی سائر مرویاتہ الحدیثیۃ والفقھیۃ وغیر ذٰلک عن جمۃ زمانہ جمال بن عبد اللہ بن عمر المکی عن الشیخ الاجل عابد السندی عن عمہ محمد حسین الانصاری اجازنی بہ الشیخ عبد الخالق بن علی المزجاجی قراءۃ علی الشیخ محمد بن علاء الدین المزجاجی عن احمد النخلی عن محمد البابلی عن سالم السنوری عن النجم الغیطی عن الحافظ زکریا الانصاری عن الحافظ ابن حجر العسقلانی انا بہ ابو عبد اللہ الجریری انا قوام الدین الاتقانی انا

فقیر عبد المصطفٰی احمد رضا محمدی سُنّی حنفی قادری برکاتی بریلوی (اللہ تعالٰی اس کو بخش دے اور اس کی امید بر لائے) کہتا ہے کہ ہمیں شیخ عبد الرحمٰن السراج مکی مفتی بلد اللہ الحرام نے باب صفا کے پاس اپنے گھر ۲۲ ذوالحجہ ۱۲۹۵ھ کو اپنی تمام مرویات کی اجازت دی خواہ وُہ حدیث کی صورت میں تھیں یا فقہ کی صورت میں یا اس کے علاوہ تھیں انھیں مرویات کی اجازت حجتِ زمانہ جمال بن عبد اللہ بن عمر مکی نے دی انھیں شیخ اجل عابد سندی نے انھیں ان کے چچا محمد حسین انصاری نے دی، اس نے کہا مجھے ان کی اجازت شیخ عبد الخالق بن علی مزجاجی نے، انھیں شیخ محمد بن علاء الدین مزجاجی سے قراءۃ کے طور پر انھیں احمد نخلی نے انھیں محمد بابلی نے انھیں سالم سنوری نے انھیں نجم غیطی نے انھیں حافظ زکریا انصاری نے انھیں حافظ ابن حجر عسقلانی نے انھیں ابو عبد اللہ جریری نے انھیں قوام الدین اتقانی نے انھیں برہان احمد بن

البرهان[15] احمد بن سعد بن محمد البخاری والحسام السغناقی قالا[16] ابنانا حافظ الدین محمد بن محمد بن نصر البخاری هو حافظ الدین الکبیر ابنانا[17] الامام محمد بن عبد الستار[18] الکردری ابنانا عمر بن الکریم الورسکی انا عبد[19] الرحمٰن بن محمد الکرمانی انا ابوبکر[20] محمد بن الحسین بن محمد هو الامام فخر القضاة الارشابندی انا عبد[21] الله الزوزنی انا ابو[22] زید الدبوسی انا ابوجعفر الاستروشنی ح وابنانا عالیا[علی] باربع درج شیخی وبرکتی وولی نعمتی ومولائی وسیدی وذخری وسندی لیومی وغدی سیدنا الامام الهمام العارف الاجل العالم الاکمل السید اٰل الرسول الاحمدی المارهری رضی الله تعالٰی عنه وارضاه وجعل الفردوس متقلبه ومثواه لخمس خلت من جمادی الاولٰی سنة اربع وتسعین بدارة المطهرة بمارهرة المنورة فی سائر ما یجوز له روایته عن[2] استاذه

سعد بن محمد البخاری اور حسام السغناقی نے انھیں حافظ الدین محمد بن محمد بن نصر بخاری نے، یہی[16] حافظ الدین الکبیر ہیں انھیں محمد[17] بن عبد الستار الکردری نے انھیں عمر[18] بن عبد الکریم الورسکی نے انھیں عبد[19] الرحمٰن بن محمد الکرمانی نے انھیں ابوبکر[20] محمد بن الحسین بن محمد نے جو فخر القضاۃ الاشاربندی نے انھیں عبد[21] اللہ الزوزنی نے انھیں ابو[22] زید الدبوسی نے انھیں ابوجعفر[23] الاستروشنی نے دوسری[1] سند" جو چار درجے عالی ہے میرے شیخ، میری برکت، میرے ولی نعمت، سیدی ذخری آج کل کے لئے میرا اعتماد سیدنا امام ہمام عارف اجل العالم الاکمل السید آل الرسول الاحمدی المارہری رضی اللہ تعالٰی عنہ و ارضاہ اللہ تعالٰی (اللہ تعالٰی ان کا ٹھکانہ جنت الفردوس میں بنائے) نے مارہرہ منورہ میں اپنے آستانے پر ۵ جمادی الاولٰی ۱۲۹۴ھ کو تمام روایات کی اجازت دی جو انھیں ان کے استاد شاہ عبد[2] العزیز محدث دہلوی انھیں اپنے والد[3] گرامی سے انھیں شیخ تاج[4] الدین القلعی مفتی حنفیہ نے انھیں شیخ حسن[5] عجمی نے انھیں شیخ خیر[6] الدین رملی نے انھیں

علہ انظر الی لطافة هذا السند الجلیل و جلالة شأنه فان رجاله کلهم من سیدنا الشیخ الی صاحب المذهب الامام الاعظم جمیعا من اجلة اعلام الحنفیة و مشاهیرهم واکثرهم اصحاب تالیفات فی المذهب ۱۲ منه (م)

اس سند جلیل کی لطافت اور شان جلالت میں غور کرو کہ اس کے رجال سیدنا شیخ سے صاحب مذہب امام اعظم تک سارے کے سارے معروف و مشہور حنفی ہیں اور ان میں سے اکثر اصحاب کی مذہب میں تالیفات موجود ہیں ۱۲ منہ (ت)

عبد العزیز المحدث الدھلوی عن[3] ابیه عن[4]
الشیخ تاج الدین القلعی مفتی الحنفیة عن[5]
الشیخ حسن العجمی عن[6] الشیخ خیر الدین
الرملی عن[7] الشیخ محمد بن سراج الدین
الخانوتی عن[8] احمد بن الشبلی عن[9] ابراھیم
الکرکی یعنی صاحب کتاب الفیض عن[10] امین الدین
یحیٰی بن محمد الاقصرانی عن[11] الشیخ محمد
بن محمد البخاری الحنفی یعنی سیدی
محمد پارسا صاحب فصل الخطاب عن[12] الشیخ
حافظ الدین محمد بن محمد بن علی البخاری الطاھری
عن[13] الامام صدر الشریعة یعنی شارح الوقایه
عن[14] جده تاج الشریعة عن[15] والده صدر الشریعة
عن[16] والده جمال الدین المحبوبی عن[17] محمد
بن ابی بکر البخاری عرف بامام زاده عن[18]
شمس الائمة الزرنجری عن[19] شمس الائمة الحلوانی
کلاھما عن[20] الامام الاجل ابی علی النسفی
امام الحلوانی فقالا عن ابی علی وکذلک عنعن
الی نھایة الاسناد واما الاستروشنی فقال انا
ابوعلی الحسین بن خضر النسفی انا[21] ابوبکر
محمد بن الفضل البخاری ھو الامام الشھیر
بالفضل انا[22] ابو محمد عبد اللہ بن محمد
بن یعقوب الحارثی یعنی الاستاذ السندموفی
انا[23] عبد اللہ محمد بن ابی حفص الکبیر
انا[24] ابی انا محمد[25] بن الحسن الشیبانی اخبرنا
ابوحنیفة عن حماد عن ابراھیم قال کانت

www.alahazratnetwork.org

شیخ محمد بن سراج الدین الحانوتی نے انھیں احمد
بن شبلی نے انھیں ابراھیم الکرکی صاحب
کتاب الفیض نے انھیں امین الدین یحیٰی بن محمد
قصرانی نے انھیں شیخ محمد بن محمد البخاری
الحنفی یعنی سیدی محمد پارسا صاحب فصل الخطاب
نے انھیں شیخ حافظ الدین محمد بن محمد بن علی
بخاری طاھری نے انھیں امام صدر الشریعة
یعنی شارح الوقایہ نے انھیں ان کے جد تاج الشریعة
نے اپنے والد صدر الشریعة سے انھیں ان کے
والد جمال الدین محبوبی نے انھیں محمد بن ابی بکر
بخاری المعروف امام زادہ نے انھیں شمس الائمہ
الزرنجری نے انھیں شمس الائمہ حلوانی نے
اور ان دونوں نے امام اجل ابوعلی نسفی سے
ان دونوں نے کہا عن ابی علی، اسی طرح انھوں
نے تمام سند کو عن کے ساتھ بیان کیا، استروشنی
نے کہا ہمیں ابوعلی الحسین بن خضر النسفی انھیں
ابوبکر محمد بن الفضل بخاری اور یہ امام فضل
کے ساتھ مشہور ہیں انھیں ابو محمد عبد اللہ بن
محمد بن یعقوب الحارثی یعنی الاستاذ السندموفی انھیں
عبد اللہ محمد بن ابی حفص الکبیر انھیں ان کے والد
نے انھیں محمد بن حسن الشیبانی نے
انھیں امام ابوحنیفہ نے انھیں حماد نے
انھیں ابراہیم نے بیان کیا کہ عیدین کی
نماز خطبہ سے پہلے ادا ہوتی پھر نماز کے
بعد امام سواری پر کھڑے ہو کر دعا کرتا تھا،

الصلوٰۃ فی العیدین قبل الخطبۃ ثم یقف الامام علی راحلتہ بعد الصلوٰۃ فیدعو ویصلی بغیر اذان ولااقامۃ[1]۔ نماز اذان واقامت کے بغیر ہوتی تھی۔ (ت)

یعنی سیدنا امام محمد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں مجھے امام اعظم امام الائمہ ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے امام اجل حماد بن ابی سلیمٰن رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے خبر دی کہ امام المجتہدین امام ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے فرمایا نمازِ عیدین خطبہ سے پہلے ہوتی تھی پھر امام اپنے راحلہ پر وقوف کرکے نماز کے بعد دُعا مانگتا اور نماز بے اذان واقامت ہوتی، یہ امام ابراہیم نخعی قدس سرہٗ اجلۂ تابعین سے ہیں تو یہ طریقہ کہ انھوں نے روایت فرمایا لااقل اکابر تابعین کا معمول تھا تو نمازِ عیدین کے بعد دُعا مانگنا ائمہ تابعین کی سنت ہُوا اور بُرظاہر کہ راحلہ پر وقوف وعدم وقوف سنتِ دُعا کی نفی نہیں کرسکتا کما لایخفی، پھر ہمارے امام مجتہد سیدنا امام محمد اعلی اللہ درجاتہ فی دار الابد نے کتاب الآثار شریف میں اس حدیث کو روایت فرماکر مقرر رکھا اور ان کی عادت کریمہ ہے جو اثر اپنے خلاف مذہب ہوتا ہے اُس پر تقریر نہیں فرماتے تو حنفیہ اہلِ عقیدۂ مضمون وروہابیہ اہلِ تثلیث قرون، دونوں کے حق میں جوابِ مسئلہ اسی قدر بس ہے مگر فقیر غفرلہ المولی القدیر ایضاح مرام واتمامِ کلام کے لئے اس مسئلہ میں مقال کو دو عید پر منقسم کرتا ہے:

عیدِ اوّل میں قرآن وحدیث سے اس دُعا کی اجازت اور ادعائے مانعین کی غلطی وشناعت۔

عیدِ دوم فتوائے مولوی لکھنوی سے اسناد پر کلام اور اوہام مانعین کا ازالۂ تام والعون من اللہ ولی الانعام (مدد اللہ کی جو انعام عطا کرنے والا ہے۔ ت)

العید الاول وعلی فضل اللہ المعول (عید اول، اور اللہ ہی کے فضل پر بھروسا ہے۔ ت)

ظاہر ہے کہ شرع مطہر سے اس دعا کی کہیں ممانعت نہیں اور جس امر سے شرع نے منع نہ فرمایا ہرگز ممنوع نہیں ہوسکتا، جو ادعائے منع کرے اثباتِ ممانعت اُس کے ذمّہ ہے جس سے ان شاء اللہ تعالٰی کبھی عہدہ برآ نہ ہوسکے گا بقاعدۂ مناظرہ ہمیں اسی قدر کہنا کافی، اور اسانید سائل کا مژدہ لیجئے تو جو کچھ قرآن وحدیث سے قلبِ فقیر پر فائض ہُوا بگوشِ ہوش استماع کیجئے۔

فاقول وباللہ التوفیق وبہ الوصول الی ذری التحقیق (اللہ ہی کی توفیق ہے اور اس سے تحقیق تک وصول ہوتا ہے۔ ت) **اولاً** قال المولٰی سبحنہ وتعالٰی:

---

[1] کتاب الآثار للامام محمد باب صلٰوۃ العیدین مطبوعہ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ص ۴۱

فاذا فرغت فانصب ○ والی ربك فارغب ○[1] جب تُو فراغت پائے تو مشقت کر اور اپنے رب کی طرف راغب ہو۔

اس آیہ کریمہ کی تفسیر میں اصح الاقوال قول حضرت امام مجاہد تلمیذ رشید سلطان المفسرین حبر الامۃ عالم القرآن حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہم ہے کہ فراغ سے مراد نماز سے فارغ ہونا اور نصب دعا میں جدّ و جہد کرنا ہے یعنی باری عزوجل حکم فرماتا ہے جب تُو نماز پڑھ چکے تو اچھی طرح دُعا میں مشغول ہو اور اپنے رب کے حضور الحاح و زاری کر۔ تفسیر شریف جلالین میں ہے:

فاذا فرغت من الصلٰوۃ فانصب "اتعب فی الدعاء" والی ربك فارغب "تضرع"[2] جب تُو نماز سے فارغ ہو تو دعا میں تعب اور مشقت کر اور اپنے رب کے سامنے تضرع و زاری بجالا۔

خطبۂ جلالین میں ہے:

هذا تكملة تفسير الامام جلال الدين المحلی علی نمطه من الاعتماد علی ارجح الاقوال و ترك التطويل بذكر اقوال غير مرضية[3] اھ ملخصا یہ تفسیر امام جلال الدین محلی کا تکملہ ہے جو انھیں کے طریقہ پر ہے یعنی راجح اقوال پر اعتماد اور اقوال ضعیف کے ذکر سے بچتے ہوئے اھ ملخصاً (ت)

علامہ زرقانی شرح مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں:

هو الصحيح فقد اقتصر عليه الجلال وقد التزم الاقتصار علی ارجح الاقوال[4]۔ یہی صحیح ہے اسی پر جلال نے اکتفا کیا ہے حالانکہ انھوں نے یہ التزام کر رکھا ہے کہ راجح اقوال ذکر کریں گے۔ (ت)

اور پُر ظاہر کہ آیہ کریمہ مطلق ہے اور باطلاقہا نماز فرض و واجب و نفل سب کو شامل تو بلاشبہہ نماز عیدین بھی اس پاک مبارک حکم میں داخل، یونہی احادیث سے بھی ادبار صلوات کا مطلقاً محل دعا ہونا مستفاد، و لہذا علماء بشہادت حدیث نماز مطلق کے بعد دُعا مانگنے کو آداب سے گنتے ہیں، امام شمس الدین محمد ابن الجزری حصن حصین اور مولانا علی قاری اُس کی شرح حرز ثمین میں فرماتے ہیں:

---

[1] القرآن ۹۴/ ۷ و ۸

[2] جلالین کلاں سورۃ الانشراح میں مذکور ہے مطبوعہ اصح المطابع دہلی ہند ۲/ ۵۰۲

[3] ″ خطبۃ الکتاب ″ ″ ″ ۱/ ۴

[4] شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ المقصد الثانی فی اسمائہ مطبوعہ مصر ۳/ ۱۹۵

والصلوٰۃ ای ذات الرکوع والسجود والمراد ان یقع الدعاء المطلوب بعدھا[1]۔

یعنی آداب سے ہے کہ مطلب کی دعا بعد نماز ذات رکوع وسجود واقع ہو۔

پھر فرمایا:

عد حب مس ای رواہ الاربعۃ وابن حبان والحاکم کلھم من حدیث الصدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ[2]۔

یعنی یہ ادب حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی اُس حدیث سے ثابت ہے جسے ابوداؤد ونسائی وترمذی وابن ماجہ وابن حبان وحاکم نے صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔

www.alahazratnetwork.org

اقول یُونہی یہ حدیث ابن السنی وبیہقی کے یہاں مروی اور صحیح ابن خزیمہ میں بھی مذکور، امام ترمذی نے اس کی تحسین کی۔ ظاہر ہے کہ نماز ذات رکوع وسجود نماز جنازہ کے سوا ہر نماز فرض وواجب ونافلہ کو شامل جن میں نماز عیدین بھی داخل۔

ثم اقول وباللہ التوفیق (پھر میں اللہ کی توفیق سے کہتا ہوں۔ ت) اصل یہ ہے کہ اعمال صالحہ وجہ رضائے مولٰی جل وعلا ہوتے ہیں اور رضائے مولٰی تبارک وتعالٰی موجب اجابتِ دُعا اور اس کا محل عمل صالح سے فراغ پاکر کما قال تعالٰی فاذا فرغت فانصب[3] (جیسا کہ اللہ تعالٰی کا فرمان ہے: پس جب آپ فارغ ہوں تو مشقت کرو۔ ت) ولہذا حدیث میں آیا حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

الم تر الی العمال یعملون فاذا فرغوا من اعمالھم وفوا اجورھم[4] رواہ البیہقی عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما فی حدیث طویل۔

کیا تُو نے نہ دیکھا کہ مزدور کام کرتے ہیں جب اپنے عمل سے فارغ ہوتے ہیں اُس وقت پوری مزدوری پاتے ہیں۔ اسے بیہقی نے حدیث طویل کی صورت میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے۔

دوسری حدیث میں ہے:

---

[1] حواشی حصن حصین آداب الدعاء حاشیہ ۲۱ مطبوعہ افضل المطابع لکھنؤ ص ۹

[2] " " " " " ۲۲ " " " " "

[3] القرآن ۹۴/ ۷

[4] شعب الایمان باب فی الصیام حدیث ۳۶۰۳ " دارالفکر بیروت ۳۰۳/۲

العامل انما یوفی اجرہ اذا قضی عملہ[1] عامل کو اُسی وقت اجر کامل دیا جاتا ہے جب عمل تمام کرلیتا ہے۔ اسے امام احمد، بزار، بیہقی اور ابوالشیخ نے ثواب میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے۔

رواہ احمد والبزار والبیھقی و ابو الشیخ فی الثواب عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ فی حدیث۔

توسائل کے لئے بیشک بہت بڑا موقع دعا ہے کہ مولٰی کی خدمت وطاعت کے بعد اپنی حاجات عرض کرے ولہذا وارد ہُوا کہ ہر ختم قرآن پر ایک دُعا مقبول ہے بیہقی وخطیب وابونعیم وابن عساکر انس رضی اللہ عنہ سے راوی، حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

مع کل ختمۃ دعوۃ مستجابۃ[2]۔ ہر ختم کے ساتھ ایک دعا مستجاب ہے۔

طبرانی معجم کبیر میں عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من ختم القراٰن فلہ دعوۃ مستجابۃ[3]۔ جو قرآن ختم کرے اس کے لئے ایک دعا مقبولہ ہے۔

اسی لئے روزہ دار کے حق میں ارشاد ہوا کہ افطار کے وقت اس کی ایک دُعا رد نہیں ہوتی۔ امام احمد مسند اور ترمذی بافادہ تحسین جامع اور ابنائے ماجہ وحبان وخزیمہ اپنی صحاح اور بزار مسند میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ثلثۃ لاترد دعوتھم الصائم حین یفطر[4] الحدیث۔ تین شخصوں کی دُعا رد نہیں ہوتی ایک اُن میں روزہ دار جب افطار کرے۔ الحدیث

ابن ماجہ وحاکم حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

ان للصائم عند فطرہ لدعوۃ ما ترد[5]۔ بیشک روزہ دار کے لئے وقتِ افطار بالیقین ایک دُعا ہے کہ رَد نہ ہوگی۔

امام حکیم ترمذی حضرت عبداللہ بن عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی حضور پُرنور

---

[1] مسند احمد بن حنبل مروی از ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مطبوعہ دارالفکر بیروت ۲/۲۹۲

[2] شعب الایمان باب فی تعظیم القرآن حدیث ۲۰۸۶ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۲/۳۷۴

[3] المعجم الکبیر مروی از عرباض بن ساریہ حدیث ۶۴۷ ,, مکتبہ فیصلیہ بیروت ۱۸/۲۵۹

[4] سنن ابن ماجہ باب فی الصائم لاترد دعوتہ الخ ,, ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۲۶

[5] ایضاً

www.alahazratnetwork.org

صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ارشاد ہے :

لکل عبد صائم دعوۃ مستجابۃ عند افطارہ اعطیھا فی الدنیا او ذخرلہ فی الاٰخرۃ[1]

ہر روزہ دار بندے کے لئے افطار کے وقت ایک دُعا مقبول ہے خواہ دنیا میں دے دی جائے یا آخرت میں اس کے لئے ذخیرہ رکھی جائے ۔

وفی الباب احادیث اُخر اور بالیقین یہ فضیلت روزہ فرض وواجب ونفل سب کو عام کہ نصوص میں قید خصوص نہیں ۔ ولہذا امام عبدالعظیم منذری نے دو حدیث پیشین کو الترغیب فی الصوم مطلقاً میں ایراد فرمایا، اور علامہ مناوی نے تیسیر شرح جامع صغیر میں زیر حدیث [illegible] مروی عقیلی وبیہقی عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بعد لفظ دعوۃ الصائم (روزہ دار کی دعا ۔ ت) کے ولو نفلاً[2] (اگرچہ وہ نفلی روزہ ہو ۔ ت) تحریر کیا تو بلاشبہہ نماز بھی کہ افضل اعمال واعظم ارکانِ اسلام اور روزے سے زائد موجب رضائے ذوالجلال والاکرام ہے یُونہی اپنے عموم واطلاق پر رہے گی اور بعد فراغ محلیت دعا صرف فرائض سے خاص نہ ہوگی، اور کیونکر خاص ہو حالانکہ خود حضور پُرنور سیدعالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ہر دو رکعت نفل کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کا حکم دیا اور فرمایا: جو ایسا نہ کرے اُس کی نماز ناقص ہے ۔ ترمذی ونسائی وابن خزیمہ حضرت فضیل ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما اور احمد وابوداؤد وابن ماجہ حضرت مطلب بن ابی وداعہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں :

الصلوۃ مثنی مثنی تشھد فی کل رکعتین وتخشع وتضرع وتمسکن وتقنع یدیک یقول ترفعھما الی ربک مستقبلا ببطونھما وجھک وتقول یارب یارب من لم یفعل ذلک فھی کذا وکذا[3]

یعنی نماز نفل دو دو رکعت ہے ہر دو رکعت پر التحیات اور خضوع وزاری وتذلل، پھر بعد سلام دونوں ہاتھ اپنے رب کی طرف اٹھا اور ہتھیلیاں چہرے کے مقابل رکھ کر عرض کر اے میرے رب اے رب میرے جو ایسا نہ کرے تو وہ نماز چنیں وچناں یعنی ناقص ہے ۔

مطلب رضی اللہ تعالٰی عنہ کی روایت میں مصرحاً آیا :

فمن لم یفعل ذلک فھو خداج[4] جو ایسا نہ کرے اُس کی نماز میں نقصان ہے ۔

---

[1] نوادر الاصول الاصل الستون فی ان للصائم دعوۃ الخ مطبوعہ دار صادر بیروت ص ۸۳

[2] تیسیر شرح الجامع الصغیر حدیث ثلاث دعوات مستجابات مکتبۃ الامام الشافعی الریاض ۱/ ۴۶۷

[3] جامع الترمذی باب ماجاء فی التخشع فی الصلوۃ مطبوعہ امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۱/ ۵۰ و ۵۱

[4] مسند احمد بن حنبل حدیث مطلب رضی اللہ تعالٰی عنہ ؍؍ دار الفکر بیروت ۴/ ۱۶۷

علامہ طاہر تکملہ مجمع بحار الانوار میں فرماتے ہیں :

فیہ ثم تقنع یدیك وھو عطف علی محذوف ای اذا فرغت منھا فسلم ثم ارفع یدیك سائلا فوضع الخبر موضع الامر[1]۔

پھر ہتھیلیاں چہرے کے مقابل کرے اس کا عطف محذوف پر ہے یعنی جب ان دو رکعتوں سے فارغ ہو اور سلام کہے تو دعا کے لئے ہاتھ بلند کرے یہاں خبر امر کی جگہ مذکور ہے۔ (ت)

تیسیر میں ہے :

ای اذا فرغت منھما فسلم ثم ارفع یدیك فوضع الخبر موضع الطلب[2] الخ

یعنی جب ان دو رکعات سے فارغ ہوں پس سلام کہے پھر ہاتھ اٹھائے یہاں خبر طلب کی جگہ ہے الخ (ت)

لاجرم جبکہ حصن حصین میں اس حدیث ابی امامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی طرف برمز ترمذی ونسائی نے اشارہ کیا کہ قلنا یارسول اللہ ای الدعاء اسمع قال جوف اللیل الاٰخر ودبر الصلوات المکتوبات[3] (ہم نے عرض کی یارسول اللہ! کون سی دُعا زیادہ سُنی جاتی ہے، فرمایا رات کے نصف اخیر میں اور فرض نمازوں کے بعد) مولٰنا علی قاری علیہ رحمۃ الباری نے اُس کی شرح میں لکھا :

دبر الصلوات المکتوبات ای عقیب الصلوات المفروضات والتقیید بھا لکونھا افضل الحالات فھی ارجی لاجابۃ الدعوات[4]۔

دبر الصلوات المکتوبات کے یہ معنٰی کہ فرض نمازوں کے بعد، اور ان کی تخصیص اس لئے فرمائی کہ وہ سب حالتوں سے افضل ہیں تو ان میں امید اجابت زیادہ ہے۔

دیکھو صاف صریح ہے کہ نماز کے بعد محلیتِ دُعا کچھ فرضوں ہی سے خاص نہیں بلکہ اُن میں بوجہ افضلیت زیادہ خصوصیت ہے اور سائلین نے خود یہی پُوچھا تھا کہ سب میں زیادہ کون سی دعا مقبول ہے لہذا اُن کی تقیید فرمائی گئی، بالجملہ جب تخصیصِ فرائض باطل ہوچکی تو اخراج واجبات پر کوئی دلیل نہیں بلکہ اُن پر دلائل مطلقہ

---

[1] تکملہ بحار الانوار ملحق مجمع البحار تحت لفظ قنع مطبوعہ منشی نولکشور لکھنؤ ص ۱۴۷

[2] تیسیر شرح الجامع الصغیر حدیث صلوٰۃ اللیل مثنٰی مثنٰی الخ مکتبۃ الامام الشافعی الریاض ۲/ ۹۹

[3] حصن حصین اوقات الاجابۃ مطبوعہ افضل المطابع لکھنؤ ہند ص ۲۲

جامع الترمذی ابواب الدعوات " امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۲/ ۱۸۸

[4] حواشی حصن حصین صفحہ مذکورہ کا حاشیہ ۱۶ " افضل المطابع لکھنؤ ہند ص ۱۴

کے سوا حدیث نافلہ بر سبیل اولویت ناطق کہ جب اد بار نوافل تک محلِ دُعا و مظنۂ اجابت ہیں تو واجبات کہ اُن سے اعلیٰ و اعظم اور ارضائے الٰہی میں اوفر و اتم ہیں کیونکر اس فضل سے خارج ہوں گے ھل ھذا الا ترجیح المرجوح (یہ ترجیح مرجوح کے سوا کچھ نہیں۔ ت)

ثم اقول بلکہ واقع و نفس الامر کو لحاظ کیجئے تو فریضہ و نافلہ کے لئے ثبوت خاص بعینہ واجبات کے لئے ثبوت خاص ہے کہ واجب حقیقۃً کوئی تیسری چیز نہیں بلکہ انھیں دُو طرفوں سے ایک میں ہے جسے شبھۃ فی الثبوت نے مجتہد کے نزدیک ایک امر متوسط کر دیا صاحبِ شرع صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جس کے حضور روایۃً و درایۃً ظنون و شبہات کو بار نہیں اگر اُس کے نزدیک شیئ مطلوب فی الشرع حقیقۃً مامور بہ ہے قطعاً فرض ورنہ یقیناً نافلہ لا ثالث لھما (ان دو کے علاوہ کوئی تیسری صورت نہیں۔ ت) تلویح میں زیر قول تنقیح فصل فی افعالہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فمنھا ما یقتدی بہ وھو مباح و مستحب و واجب و فرض (آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کے کچھ افعال قابل اقتدار مباح، کچھ مستحب، کچھ واجب اور کچھ فرض ہیں۔ ت) تحریر فرمایا:

ان فعلہ علیہ الصلٰوۃ والسلام بالنسبۃ الینا یتصف بذلک بان جعل الوتر واجبا علیہ لا مستحبا او فرضا والا فالثابت عندہ بدلیل یکون قطعیا لا محالۃ حتی قیاسہ و اجتہادہ ایضا قطعی[1] الخ

یعنی آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے افعال ہماری نسبت ان سے متصف ہیں مثلاً وتر آپ پر واجب تھے نہ کہ مستحب یا فرض، ورنہ آپ کے ہاں دلیل سے ثابت شدہ امر یقیناً قطعی ہوگا حتی کہ آپ کا قیاس و اجتہاد بھی قطعی ہے الخ (ت)

امام محقق علی الاطلاق امام الفتح میں فرماتے ہیں:

اللزوم یلاحظ باعتبارین باعتبار صدورہ من الشارع وباعتبار ثبوتہ فی حقنا فملاحظۃ بالاعتبار الثانی ان کان طریق ثبوتہ عن الشارع قطعیا کان متعلقہ الفرض وان کان ظنیا کان الوجوب ولذا لا یثبت ھذا القسم اعنی الواجب فی حق من سمع من النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مشافھۃ

لزوم میں دو اعتبار ہیں ایک یہ کہ وہ شارع علیہ السلام سے صادر ہوا اور دُوسرا یہ کہ اس کا ثبوت ہمارے حق میں ہوا تو دوسرے اعتبار سے اگر اس کا ثبوت شارع سے قطعی ہے تو اس کا تقاضا فرضیت ہے اور اگر ثبوت ظنی ہے تو وجوب۔ یہی وجہ ہے کہ یہ قسم (وجوب) اس شخص کے حق میں ثابت نہیں ہوسکتی جس نے براہِ راست حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام سے

---

[1] التوضیح والتلویح فصل فی افعالہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ص ۴۹۱

مع قطعیۃ دلالۃ المسموع فلیس فی حقہ الا الفرض اوغیر اللازم من السنۃ فما بعدھا وظھر بھذا ان ملاحظتہ بالاعتبار الاول لیس فیہ وجوب بل الفرضیۃ او عدم اللزوم اصلاً[1] اھ ملخصا

سُنا حالانکہ مسموع کی دلالت قطعی تھی تو اس کے حق میں وہ فرض ہی ہوگا یا لازم نہ ہوگا سنت ہوگا یا اس سے نچلا درجہ، اس سے ظاہر ہوگیا کہ اول کے اعتبار سے وہاں وجوب نہیں بلکہ فرضیت ہے یا بالکل لزوم ہی نہیں اھ ملخصاً (ت)

پس بحمد اللہ بشہادت قرآن وحدیث واقوالِ علماء ثابت ہُوا کہ نماز پنجگانہ وعیدین وتہجد وغیرہا ہر گونہ نماز کے بعد دُعا مانگنا شرعاً جائز بلکہ مندوب ومرغب ومطلوب ہے۔

www.alahazratnetwork.org

ثانیاً اقول وباللہ التوفیق دُعا بنصِ قرآن وحدیث واجماع ائمہ قدیم وحدیث اعظم مندوباتِ شرع سے ہے اور اس کے مظانِ اجابت کی تحری مسنون ومحبوب، قال جل ذکرہ: ھنالک دعا زکریا ربہ[2] (حضرت زکریا علیہ السلام نے وہاں اپنے رب سے دعا کی۔ ت)۔ حدیث میں ہے حضور پر نور سیّد عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں،

ان لربکم فی ایام دھرکم نفحات، فتعرضوا لہ لعلہ ان یصیبکم نفحۃ منھا فلا تشقون بعدھا ابداً[3]۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر عن محمد بن مسلمۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

بیشک تمہارے رب کے لئے تمہارے زمانے کے دنوں میں کچھ وقت عطا وبخشش وتجلی وکرم وجود کے ہیں تو انھیں پانے کی تدبیر کرو شاید ان میں سے کوئی وقت تمھیں مل جائے تو پھر کبھی بدبختی تمھارے پاس نہ آئے۔ اسے طبرانی نے کبیر میں محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔

اور خود حدیث نے اُن اوقات سے ایک وقت اجتماع مسلمین کا نشان دیا کہ ایک گروہِ مسلمانان جمع ہو کر دعا مانگے کچھ عرض کریں کچھ آمین کہیں، کتاب المستدرک علی البخاری ومسلم میں ہے؛

عن حبیب بن مسلمۃ الفھری رضی اللہ تعالٰی عنہ وکان مجاب الدعوۃ قال سمعت رسول اللہ

یعنی حبیب بن مسلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کہ مستجاب الدعوات تھے، فرماتے ہیں میں نے حضور پُر نور سیّد عالم

---

[1] فتح القدیر باب الامامۃ مطبوعہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۳۰۱

[2] القرآن ۳/۳۸

[3] المعجم الکبیر مروی از محمد بن مسلمہ حدیث ۵۱۹ مطبوعہ مکتبہ فیصلیہ بیروت ۱۹/۲۳۴

صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یقول لا یجتمع ملؤ فیدعو بعضھم ویؤمن بعضھم الا اجابھم اللہ[1]

صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ کوئی گروہ جمع نہ ہوگا کہ اُن کے بعض دعا کریں بعض آمین کہیں، مگر یہ کہ اللہ عزوجل اُن کی دُعا قبول فرمائے گا۔

علماء نے مجمعِ مسلمان کو اوقاتِ اجابت سے شمار کیا۔ حصن حصین میں ہے: واجتماع المسلمین[2] یعنی مجمعِ مسلمین کا اوقاتِ اجابت سے ہونا حدیثِ صحاح ستہ سے مستفاد ہے۔ علی قاری شرح میں فرماتے ہیں:

ثم کل مایکون الاجتماع فیہ اکثر کالجمعۃ والعیدین وعرفۃ یتوقع فیہ رجاء الاجابۃ اظھر[3]

یعنی جس قدر مجمع کثیر ہوگا جیسے جمعہ وعیدین و عرفات میں، اسی قدر امیدِ اجابت ظاہر تر ہوگی۔

فقیر غفراللہ تعالٰی کہتا ہے پھر دُعائے نماز پر اقتصار ہرگز شرعاً مطلوب نہیں بلکہ اس کے خلاف کی طلب ثابت، خود حدیث سے گزرا حضور پُرنور سیدِ یوم النشور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ہر دو رکعت نفل کے بعد ہاتھ اٹھا کر دُعا مانگنے کا حکم دیا اور جو ایسا نہ کرے اس کی نماز کو ناقص بتایا حالانکہ نماز میں دعائیں ہوچکیں اور وہ وقت چار بار آیا جو انتہائی درجہ قربِ الٰہی کا ہے یعنی سجود جس میں بالتخصیص حکمِ دعا تھا، حضور پُرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اقرب مایکون العبد من ربہ وھو ساجد فاکثروا الدعاء[4] رواہ مسلم وابوداود والنسائی عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

سب سے زیادہ قرب بندے کو اپنے رب سے حالتِ سجود میں ہوتا ہے تو اس میں دعا کی کثرت کرو۔ اسے مسلم، ابوداؤد اور نسائی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔

بلکہ اگر سوال نہ بھی ہوں تو تسبیح کہ سجود میں ہوتی ہے خود دعا ہے کہ وہ ذکر ہے اور ہر ذکر دعا۔ مولانا علی قاری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں: کل ذکر دعاء[5] (ہر ذکر دُعا ہے۔ ت) امام حافظ الدین النسفی

[1] المستدرک علی الصحیحین کتاب الدعاء حبیب بن مسلمۃ کان مجیب الدعوات مطبوعہ دارالفکر بیروت ۳/ ۳۴۷
[2] حصن حصین اوقات الاجابۃ مطبوعہ افضل المطابع لکھنؤ ہند ص ۲۳
[3] حرز ثمین شرح حصن حصین
[4] سنن النسائی اقرب مایکون العبد من اللہ عزوجل مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۱/ ۱۷۰
[5] مرقاۃ شرح مشکوٰۃ باب ثواب التسبیح فصل ثانی ؍؍ مکتبہ امدادیہ ملتان ۵/ ۱۱۲

www.alahazratnetwork.org

کافی شرح وافی کی فصل فی تکبیر التشریق میں فرماتے ہیں،

قال تعالٰی ادعوا ربکم تضرعا وخفیة[1]۔ اللہ تعالٰی کا فرمان مبارک ہے: تم اپنے رب کو پکارو گڑگڑا کر اور آہستہ (ت)

کل ذکر دعاء[2] (ہر ذکر دعا ہے۔ت) اس معنی پر فقیر نے اپنے رسالہ "ایذان الاجر فی اذان القبر" (دفن کرنے کے بعد قبر پر اذان کے جواز پر نادر تحقیق۔ت) میں دلائل واضحہ ذکر کئے اور اس سے زیادہ کلام مستوفی فقیر کے رسالہ "نسیم الصبا فی ان الاذان یحول الوباء" (صبح کی ہوا اس بارے میں کہ اذان سے وبا ٹل جاتی ہے۔ت) میں ہے، امام بخاری نے اپنی صحیح کی کتاب الدعوات میں باب الدعا اذا ھبط وادیا (جب کسی نچلی جگہ اُترے تو دعا کرے۔ت) وضع کیا اور اس میں فرمایا: فیہ حدیث جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ[2] (اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے حدیث مروی ہے۔ت)

ارشاد الساری میں ہے:

فیہ ای فی الباب حدیث جابر الانصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ السابق فی باب التسبیح اذا ھبط وادیا من کتاب الجھاد بلفظ کنا اذا صعدنا کبرنا واذا نزلنا سبحنا ھذا اٰخر الحدیث اھ بحذف السند۔[3]

اس میں یعنی اس مسئلہ میں حضرت جابر انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی حدیث ہے جو کتاب الجہاد کے باب التسبیح اذا ھبط وادیا میں گزری ہے الفاظ یہ ہیں، جب ہم بلند جگہ چڑھتے تو تکبیر کہتے اور جب اُترتے تو سبحان اللہ کہتے۔ یہ حدیث کے آخری الفاظ ہیں اھ سند محذوف ہے۔(ت)

دیکھو امام بخاری علیہ الرحمۃ الباری نے صرف تسبیح کو دعا ٹھہرایا اور التسبیح اذا ھبط وادیا والدعاء اذا ھبط وادیا (جب نیچے اُترے تو تسبیح پڑھے اور جب نیچے اُترے تو دعا کرے۔ت) کا ایک مصداق بنایا تو باآنکہ ایسے قرب اتم کے وقت میں نماز میں دعائیں ہوچکیں پھر بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اُن پر قناعت پسند نہ فرمائی اور بعد سلام پھر دعا کی تاکید شدید کی۔ علاوہ بریں نماز میں آدمی ہر قسم کی دعا نہیں مانگ سکتا کما بسط الائمۃ فی کتب الفقھیۃ (جیسا کہ ائمہ کرام نے کتب فقہیہ میں اس کی تفصیل بیان

---

[1] کافی شرح وافی فصل فی تکبیر التشریق

[2] صحیح البخاری کتاب الدعوات مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۹۴۴

[3] ارشاد الساری باب الدعاء اذا ھبط وادیا الخ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۹/۲۱۸

کی ہے۔ ت) اور حاجت ہر قسم کی اپنے رب جل وعلا سے مانگا چاہیے اور طلب میں مظنۂ اجابت کی تحری کا حکم اور یہ وقت بحکم احادیث اعلیٰ مظان اجابت سے، تو بلاشبہہ مجمع عیدین میں بعد نماز دعا خاص اذن حدیث و ارشادِ شرع سے ثابت ہوئی اور حکم فتعرضوا لہا کی تعمیل ٹھہری وہو المقصود۔

ثم اقول اگر مجمع عیدین کے لئے شرع میں کوئی خصوصیت نہ آتی تو اس عموم میں دخول ثابت تھا نہ کہ احادیث نے اُس کی خصوصیت عظیم ارشاد فرمائی اور اُس میں دُعا پر نہایت تحریص و ترغیب آئی یہاں تک کہ حضور پُرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُس زمانۂ خیر و صلاح میں کہ فتنہ و فساد سے یکسر پاک و منزہ تھا حکم دیتے کہ عیدین میں کنواریاں اور پردہ نشین خاتونیں باہر نکلیں اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوں حتی کہ حائض عورتوں کو حکم ہوتا مصلے سے الگ بیٹھیں اور اس دن کی دُعا میں شریک ہوجائیں، امام احمد و اصحابِ صحاح ستہ حضرت اُمِ عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

تخرج العواتق و ذوات الخدور والحیض و یعتزل الحیض المصلی ویشہدن الخیر و دعوۃ المسلمین[1]۔

نوجوان کنواریاں اور پردہ والیاں اور حائض عورتیں سب عیدگاہ کو جائیں اور حیض والیاں عیدگاہ سے الگ بیٹھیں اور اس بھلائی اور مسلمانوں کی دُعا میں حاضر ہوں۔

صحیح بخاری کی دوسری روایت ان لفظوں سے ہے:

قالت کنا نؤمر ان نخرج یوم العید حتی تخرج البکر من خدرہا حتی تخرج الحیض فیکن خلف الناس فیکبرن بتکبیرہم و یدعون بدعائہم یرجون برکۃ ذلک الیوم وطہرتہ[2]۔

یعنی اُم عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم عورتوں کو حکم دیا جاتا تھا کہ عید کے دن باہر جائیں یہاں تک کہ کنواری اپنے پردے سے باہر نکلے یہاں تک کہ حیض والیاں باہر آئیں صفوں کے پیچھے بیٹھیں مسلمانوں کی تکبیر پر تکبیر کہیں اور اُن کی دُعا کے ساتھ دُعا مانگیں اس دن کی برکت و پاکیزگی کی امید کرتی۔

امام بیہقی اور ابوالشیخ ابن حبان کتاب الثواب میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرویات

عـه اقول اس حدیث نفیس کا شاہد بروایت امام عقیلی حدیث انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقیر میں بندہ ضعیف سے حضور پُرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک سند موجود ہے بحمد اللہ ۱۲ منہ (م)

[1] صحیح البخاری باب شہود الحائض العیدین الخ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۴۶ و ۱۳۴
[2] " " " " " ۱/ ۱۳۲

سے راوی :

انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یقول اذا کانت غداۃ الفطر بعث اللہ عزوجل الملئکۃ فی کل بلد (وذکر الحدیث الی ان قال) فاذا برزوا الی مصلاھم فیقول اللہ عزوجل (وساق الحدیث الی ان قال) ویقول یا عبادی سلونی فوعزتی و جلالی لاتسئلونی الیوم شیئا فی جمعکم لاٰخرتکم الا اعطیتکم ولا لدنیاکم الا نظرت لکم، فوعزتی لاستزن علیکم عثراتکم ما راقبتمونی وعزتی وجلالی لا اخزیکم و لا افضحکم بین اصحاب الحدود وانصرفوا مغفورالکم قد ارضیتمونی ورضیت عنکم[1] (مختصر من حدیث طویل)

یعنی حضور پُرنور سیّد یوم النشور علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جب عید کی صبح ہوتی ہے مولٰی سبحٰنہ تعالٰی ہر شہر میں فرشتے بھیجتا ہے (اس کے بعد حدیث میں فرشتوں کا شہر کے ہر ناکہ پر کھڑا ہونا اور مسلمانوں کو عیدگاہ کی طرف بلانا بیان فرمایا، پھر ارشاد ہوا) جب مسلمان عیدگاہ کی طرف میدان میں آتے ہیں (مولٰی سبحٰنہ تعالٰی فرشتوں سے یوں فرماتا ہے اور ملائکہ اس سے یُوں عرض کرتے ہیں) پھر فرمایا رب تبارک وتعالٰی مسلمانوں سے ارشاد فرماتا ہے اے میرے بندو! مانگو کہ قسم مجھے اپنے عزت و جلال کی آج اس مجمع میں جو چیز اپنی آخرت کے لئے مانگو گے میں تمھیں عطا فرماؤں گا اور جو کچھ دنیا کا سوال کرو گے اُس میں تمھارے لئے نظر کروں گا (یعنی دنیا کی چیزیں خیر و شر دونوں کو محتمل ہیں اور آدمی اکثر اپنی نادانی سے خیر کو شر، شر کو خیر سمجھ لیتا ہے، اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے لہٰذا دنیا کے لئے جو کچھ مانگو گے اُس میں بکمال رحمت نظر فرمائی جائے گی، اگر وُہ چیز تمھارے حق میں بہتر ہُوئی عطا ہوگی ورنہ اس کے برابر بلا دفع کریں گے یا دُعا روزِ قیامت کے لئے ذخیرہ رکھیں گے اور یہ بندے کے لئے ہر صورت سے بہتر ہے) مجھے اپنی عزت کی قسم ہے جب تک تم میرا مراقبہ رکھو گے میں تمھاری لغزشوں کی ستاری فرماؤں گا، مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم میں تمھیں اہلِ کبائر میں فضیحت و رُسوا نہ کروں گا پلٹ جاؤ مغفرت پائے ہُوئے، بیشک تم نے مجھے راضی کیا اور میں تم سے خوشنود ہُوا۔

فقیر غفرلہ الغنی القدیر کہتا ہے اس کلام مبارک کا اوّل یا عبادی سلونی ہے یعنی اے میرے بندو! مجھ سے دعا کرو، اور آخر انصرفوا مغفورالکم یعنی گھروں کو پلٹ جاؤ کہ تمھاری مغفرت ہُوئی۔

---

[1] شعب الایمان ۲۳ باب فی الصیام فصل فی لیلۃ القدر مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۳/ ۳۷-۳۳۶

توظاہر ہُوا کہ یہ ارشاد بعد ختمِ نماز ہوتا ہے کہ ختمِ نماز سے پہلے گھروں کو واپس جانے کا حکم ہرگز نہ ہوگا تو اس حدیث سے مستفاد کہ خود رب العزت جل وعلا بعد نمازِ عید مسلمانوں سے دُعا کا تقاضا فرماتا ہے پھر وائے بدبختی اُس کی جو ایسے وقت مسلمانوں کو اپنے رب کے حضور دُعا سے رو کے نسأل اللہ العفو والعافیۃ اٰمین (ہم اللہ تعالٰی سے فضل وبخشش طلب کرتے ہیں۔ آمین۔ ت)

ثالثاً اقول وباللہ التوفیق اَبُوداؤد وترمذی ونسائی وابن حبان وحاکم باسانید صحیحہ جیدہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ اور ابوداود ودارمی وابوبکر بن ابی شیبہ استاد بخاری ومسلم حضرت ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ عنہ اور نسائی وطبرانی بسند صحیح وابن ابی الدنیا اور حاکم بافادہ تصحیح حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ اور نسائی وحاکم بتصریح تصحیح وابوالقاسم طبرانی باسانید جیدہ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالٰی عنہ اور نسائی وابن ابی الدنیا وحاکم وبیہقی حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کرتے ہیں حضور پُرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا جلس احدکم فی مجلس فلا یبرحن منہ حتی یقول ثلث مرات سبحٰنک اللّٰھم ربنا وبحمدک لاالٰہ الا انت اغفرلی وتب علی فانکان اتی خیرا کان کالطابع علیہ وان کان مجلس لغو کان کفارۃ لما کان فی ذٰلک المجلس[1]

جب تم میں کوئی کسی جلسے میں بیٹھے تو زنہار وہاں سے نہ ہٹے جب تک تین بار یہ دُعا نہ کرلے " پاکی ہے تجھے اے رب ہمارے اور تیری تعریف بجا لاتا ہوں، تیرے سوا کوئی سچا معبود نہیں میرے گناہ بخش اور مجھے توبہ دے" کہ اگر اس جلسے میں اُس نے کوئی نیک بات کہی ہے تو یہ دُعا اس پر مُہر ہوجائے گی اور اگر وہ جلسہ لغو کا تھا جو کچھ اُس میں گزرا یہ دعا اس کا کفارہ ہوجائے گی۔

یہ لفظ بروایت امام ابوبکر ابن ابی الدنیا حدیثِ جبیر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے ہیں، اور ابوبرزہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی حدیث میں یُوں ہے:

کان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جب کوئی

---

[1] الترغیب والترہیب بحوالہ ابن ابی الدنیا کتاب الذکر والدعاء مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۲/ ۴۱۱
المعجم الکبیر مروی از جبیر بن مطعم مطبوعہ مکتبہ فیصلیہ بیروت ۲/ ۱۳۹
المستدرک علی الصحیحین کتاب الدعاء مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱/ ۵۳۷

اذا جلس مجلسا یقول فی اٰخرہ اذا اراد ان یقوم من المجلس سبحٰنک اللھم و بحمدک اشھد ان لا الٰہ الا انت استغفرک و اتوب الیک[1]

جلسہ فرماتے تو اس کے ختم میں اُٹھتے وقت یہ دعا کرتے "تیری پاکی بولتا اور تیری حمد میں مشغول ہوتا ہوں اے اللہ! میں گواہی دیتا ہوں تیرے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں میں تیری مغفرت مانگتا اور تیری طرف توبہ کرتا ہوں۔"

اسی طرح رافع بن خدیج رضی اللہ تعالٰی عنہ کی حدیث میں لفظ اذا اراد ان ینھض[2] ہے یعنی جب اٹھنا چاہتے یہ دعا فرماتے۔ اور انھوں نے بعد الفاظِ مذکورہ دعا میں اتنے الفاظ اور زائد کئے:

عملت سوءً وظلمت نفسی فاغفرلی انہ لایغفر الذنوب الا انت[3]

میں نے بُرا کیا اور اپنی ہی جان کو آزار پہنچایا اب میری مغفرت فرمادے بیشک تیرے سوا کوئی گناہ معاف کرنے والا نہیں۔

حدیثِ ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ دعا میں مثل حدیثِ ابوبرزہ ہے اُس میں بھی ارشاد ہوا: قبل ان یقوم من مجلسہ[4] کھڑے ہونے سے پہلے دُعا کرتے۔

غرض اس حدیث صحیح مشہور علی اصول المحدثین میں جسے امام ترمذی نے حسن صحیح اور حاکم نے برشرطِ مسلم صحیح اور منذری نے جید الاسانید کہا، حضور پُرنور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عام ارشاد و ہدایت قولی و فعلی فرماتے ہیں کہ آدمی کوئی جلسہ کرے اُس سے اُٹھتے وقت یہ دعا ضرور کرنی چاہئے کہ اگر جلسہ خیر کا تھا تو وہ نیکی قیامت تک سرِمُہر محفوظ رہے گی اور لغو کا تھا تو وہ لغو باذن اللہ محو ہوجائے گا تو لفظ و معنٰی دونوں کی رُو سے ثابت ہُوا کہ ہر مسلمان کو ہر نماز کے بعد بھی اس دُعا کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے جہت لفظ

---

[1] الترغیب والترہیب بحوالہ سنن ابی داود کتاب الذکر والدعاء مطبوعہ مصطفٰی البابی مصر ۲/۴۱۱
سنن الدارمی ۲۹- باب فی کفارۃ المجلس مطبوعہ مدینہ منورہ (حجاز) ۲/۱۹۵
[2] المستدرک علی الصحیحین کتاب الدعا دعاء کفارۃ المجالس " دارالفکر بیروت ۱/۵۳۷
الترغیب والترہیب بحوالہ نسائی وحاکم و ابوداؤد و ابن حبان مطبوعہ مصطفٰی البابی مصر ۲/۴۱۱
[3] " " " " " " " " " " " "
[4] " " " " " " " " " " " "
جامع الترمذی ابواب الدعوات مطبوعہ امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۲/۱۸۱

www.alahazratnetwork.org

سے تو یُوں کہ مجلس نکرہ سیاقِ شرط میں واقع ہے تو عام ہوا، تلخیص الجامع الکبیر میں ہے:

النکرۃ فی الشرط تعم و فی الجزاء تخص کہی فی النفی والاثبات[1]

نکرہ مقام شرط میں عموم اور مقام جزا میں خصوص کا فائدہ دیتا ہے جیسا کہ نفی و اثبات میں ہے۔ (ت)

جامع صغیر میں ہے:

انہ نکرۃ فی موضع الشرط و موضع الشرط نفی والنکرۃ فی النفی تعم[2]

یہ موضع شرط میں نکرہ ہے اور مقام شرط نفی ہے اور نکرہ مقام نفی میں عموم کا مفید ہوتا ہے۔ (ت)

www.alahazratnetwork.org

معہذا اسمائے شرط سب صورتوں کو عام ہوتے ہیں، امام محقق علی الاطلاق فتح میں فرماتے ہیں:

اذا عام فی الصور علی ما ھو حال اسماء الشرط[3]

اذا تمام صورتوں میں عام ہے جیسا کہ اسماء شرط کا حال ہوتا ہے۔ (ت)

تو قطعاً تمام صلوات فریضہ و واجبہ و نافلہ کے جلسے اس حکم میں داخل اور ادعائے تخصیص بے مخصص محض مردود و باطل، اور جہت معنے سے یُوں کہ جلسہ خیر سے اُٹھتے وقت یہ دُعا کرنا اُس خیر کے نگاہداشت کے لئے ہے تو جو خیر جس قدر اکبر و اعظم اُسی قدر اُس کا حفظ ضروری و اہم، اور بلاشبہہ خیر نماز سب چیزوں سے افضل و اعلٰی تو ہر نماز کے بعد اس دعا کا مانگنا مؤکد تر ہوا یا رب، مگر نماز عیدین نماز نہیں یا اس کے حفظ کی جانب نیاز نہیں یا حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمادیا ہے کہ ہمارا یہ ارشاد ماورائے عیدین یا ماسوائے نماز میں ہے یا اس کے بعد یہ دُعا کرنا، سبحٰن اللہ میں جلسۂ صلوات کا اس حکم میں دخول عموم لفظ و شہادت معنی سے ثابت کرتا ہوں خود حدیث ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کیوں نہ ذکر کروں جس میں صاف تصریح کہ حضور پُر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے بنفسِ نفیس جلسۂ نماز کو اس حکم میں داخل فرمایا تخریج حدیث تو اُوپر سُن چکے کہ نسائی و ابن ابی الدنیا و حاکم و بیہقی نے روایت کی اب لفظ سنئے، سنن نسائی کی نوع من الذکر بعد التسلیم میں ہے:

عن عائشۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا قالت ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

یعنی ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا فرماتی ہیں حضور پُرنور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جب

---

[1] تلخیص الجامع الکبیر

[2] الجامع الصغیر

[3] فتح القدیر

كان اذا جلس مجلسا او صلى تكلم بكلمات فسألته عائشة عن الكلمات فقال ان تكلم بخير كان طابعا عليهن الى يوم القيمة وان تكلم بشر كان كفارة له سبحنك اللهم وبحمدك استغفرك واتوب اليك[1]

کسی مجلس میں بیٹھتے یا نماز پڑھتے کچھ کلمات فرماتے، ام المؤمنین نے وُہ کلمات پُوچھے، فرمایا وہ ایسے ہیں کہ اگر اس جلسہ میں کوئی نیک بات کہی ہے تو یہ قیامت تک اس پر مُہر ہوجائیں گے اور بُری کہی ہے تو کفارہ۔ الٰہی! میں تیری تسبیح وحمد بجا لاتا اور تجھ سے استغفار و توبہ کرتا ہوں۔

پس بحمداللہ احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہوگیا کہ نمازِ عیدین کے بعد دُعا مانگنی کو خود حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے تاکید فرمائی لفظ لایبرحن بنون تاکید ارشاد ہوا بلکہ انصاف کیجئے تو حدیثِ ام المومنین صلی اللہ تعالٰی علی زوجہا الکریم وعلیہا وسلم خود حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا بعد نماز عیدین دعا مانگنا بتارہی ہے کہ صیغے زیر اذا داخل تو ہر صورت نماز کو عام وشامل اور منجملہ صور نماز عیدین، تو حکم مذکور انھیں بھی متناول، پس یہ حدیثِ جلیل بحمداللہ خاص جزئیہ کی تصریح کامل۔

رابعًا اقول وباللہ التوفیق ان سب سے قطع نظر کیجئے تو دُعا مطلقًا اعظم مندوباتِ دینیہ و اجل مطلوباتِ شرعیہ سے ہے کہ شارع صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ہمیں بے تقییدِ وقت و تخصیصِ ہیأت مطلقًا اس کی اجازت دی اور اُس کی طرف دعوت فرمائی اور اس کی تکثیر کی رغبت دلائی اور اس کے ترک پر وعید آئی، مولٰی سبحنہ وتعالٰی فرماتا ہے:

وقال ربكم ادعونى استجب لكم[2]

اور تمھارے رب نے فرمایا مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔

اور فرماتا ہے:

اجيب دعوة الداع اذا دعان[3]۔

قبول کرتا ہوں دُعا کرنے والے کی دُعا جب مجھے پکارے۔

حدیثِ قدسی میں فرماتا ہے:

---

[1] سنن النسائی کتاب السہو نوع من الذکر بعد التسلیم مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۱/۱۹۷

[2] القرآن ۴۰/۶۰

[3] " ۲/۱۸۶

اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ وَاَنَا مَعَہٗ اِذَا دَعَانِیْ۔[1] رواہ البخاری ومسلم والترمذی والنسائی وابن ماجۃ عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عن ربہ۔

میں اپنے بندے کے گمان کے پاس ہوں اور میں اُس کے ساتھ ہُوں جب مجھ سے دُعا کرے۔ اسے بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے آپ نے اپنے رب عزوجل سے روایت کیا۔

اور فرماتا ہے:

یَا ابْنَ اٰدَمَ اِنَّکَ مَا دَعَوْتَنِیْ غَفَرْتُ لَکَ عَلٰی مَا کَانَ مِنْکَ وَلَا اُبَالِیْ۔[2] رواہ الترمذی وحسنہ عن انس بن مالک عن رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عن ربہ تبارک وتعالٰی۔

اے فرزندِ آدم! تُو جب تک مجھ سے دُعا مانگے جائیگا اور اُمید رکھے گا تیرے کیسے ہی گناہ ہوں بخشتا رہوں گا اور مجھے کچھ پروا نہیں۔ ترمذی نے روایت کرکے اسے حسن قرار دیا ہے اور اسے حضرت انس بن مالک سے انھوں نے حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے آپ نے اپنے رب تبارک وتعالٰی سے بیان فرمایا۔

اور فرماتا ہے عزوجل:

مَنْ لَّا یَدْعُوْنِیْ اَغْضِبْ عَلَیْہِ۔[3] رواہ العسکری فی المواعظ بسند حسن عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عن ربہ تعالٰی وتقدس۔

جو مجھ سے دُعا نہ کرے گا میں اس پر غضب فرماؤں گا اسے عسکری نے مواعظ میں سندِ حسن کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے اور آپ نے رب تعالٰی وتقدس سے بیان فرمایا۔

---

[1] صحیح البخاری کتاب التوحید مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۱۱۰۱
صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء " نور محمد اصح المطابع کراچی ۲/۳۴۱ و ۳۴۳ و ۳۵۴
[2] جامع الترمذی ابواب الزہد مطبوعہ امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۲/۶۲
[3] کنز العمال بحوالہ العسکری فی المواعظ حدیث ۳۱۲۷ مطبوعہ مکتبۃ التراث الاسلامی بیروت ۲/۶۳
سنن ابن ماجہ باب فضل الدعاء مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۸۰

www.alahazratnetwork.org

احادیثِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس باب میں سرحدِ تواتر پر خیمہ زن، ایک جملہ صالحہ اُن سے حضرت خاتم المحققین سنام المدققین سیدنا الوالد قدس سرہ الماجد نے رسالہ مستطابہ "احسن الوعا لآداب الدعا" میں ذکر فرمایا اور فقیر غفرلہ المولی القدیر نے اس کی شرح مسمّٰی بہ "ذیل المدعا لاحسن الوعا" میں اُن کی تخریجات کا پتا بتایا، باقی کتاب الترغیب امام منذری وحصن حصین امام ابن الجزری وغیرہما تصانیف عُلما ان احادیث کی کفیل ہیں، میں بخوفِ اطالت احادیثِ فضائل سے عطف عنان کرکے صرف اُن بعض حدیثوں پر اقتصار کرتا ہوں جن میں دُعا کی تاکید یا اس کے ترک پر تہدید یا اُس کی تکثیر کا حکم اکید ہے۔

www.alahazratnetwork.org

حدیث ۱: عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

علیکم عباد اللہ بالدعاء[1]۔ رواہ الترمذی مستغربًا والحاکم وصححہ۔

خدا کے بندو! دُعا کو لازم پکڑو۔ اسے ترمذی نے روایت کرکے غریب کہا اور حاکم نے روایت کرکے صحیح کہا۔

حدیث ۲: زید بن خارجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

صلوا علیّ واجتھدوا فی الدعاء[2]۔ رواہ الامام احمد والنسائی والطبرانی فی الکبیر وابن سعد وسمویہ والبغوی والباوردی وابن قانع۔

مجھ پر درود بھیجو اور دُعا میں کوشش کرو۔ اسے امام احمد، نسائی اور طبرانی نے کبیر میں، ابن سعد، سمویہ، بغوی، باوردی اور ابن قانع نے روایت کیا۔

حدیث ۳: انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لاتعجزوا فی الدعاء فانہ لن یھلک مع الدعاء احد[3]۔ رواہ ابن حبان فی صحیحہ والحاکم وصححہ۔

دُعا میں تقصیر نہ کرو جو دُعا کرتا رہے گا ہرگز ہلاک نہ ہوگا۔ اسے ابن حبان نے صحیح میں اور حاکم نے روایت کرکے صحیح قرار دیا۔

حدیث ۴: جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

تدعون اللہ لیلکم ونھارکم فان الدعاء

رات دن خدا سے دُعا مانگو کہ دعا مسلمان کا

---

[1] جامع الترمذی ابواب الدعوات مطبوعہ امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۲/۱۹۳

[2] سنن النسائی باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۱/۱۹۰

[3] المستدرک علی الصحیحین کتاب الدعاء مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱/۴۹۴

سلاح المؤمن[1] رواہ ابویعلی
ہتھیار ہے۔ اسے ابویعلیٰ نے روایت کیا ہے۔

حدیث ۵: عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں ہے رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اکثروا الدعاء بالعافیۃ[2] رواہ الحاکم بسند حسن۔
عافیت کی دعا اکثر مانگ۔ امام حاکم نے اسے سندِ حسن کے ساتھ روایت کیا ہے۔

حدیث ۶: انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے سیدالمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اکثر من الدعاء فان الدعاء یرد القضاء المبرم[3] اخرجہ ابوالشیخ فی الثواب۔
دعا کی کثرت کر کہ دعا قضائے مبرم کو رد کرتی ہے۔ اسے ابوالشیخ نے ثواب میں نقل کیا ہے۔

اس حدیث کی شرح فقیر کے رسالہ ذیل المدعا میں دیکھئے۔

حدیث ۷ و ۸: عبادہ صامت وابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیثوں میں ہے ایک بار حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دُعا کی فضیلت ارشاد فرمائی، صحابہ نے عرض کی: اذا نکثر ایسا ہے تو ہم دُعا کی کثرت کریں گے، فرمایا: اللہ اکثر اللہ عزوجل کا کرم بہت کثیر ہے وفی الروایۃ الاخری (دُوسری روایت میں ہے۔ت) اللہ اکبر اللہ بہت بڑا ہے۔

رواہ الترمذی والحاکم عن عبادۃ وصححاہ واحمد والبزار وابویعلی باسانید جیدۃ والحاکم وقال صحیح الاسناد عن ابی سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔
اسے امام ترمذی اور حاکم نے حضرت عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرکے صحیح قرار دیا، امام احمد، بزار اور ابویعلیٰ نے اسانید جیدہ کے ساتھ روایت کیا ہے اور حاکم نے حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرکے فرمایا کہ اس کی سند صحیح ہے۔(ت)

حدیث ۹ و ۱۰: سلمان فارسی وابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیثوں میں ہے حضور والا صلی اللہ

---

[1] مسند ابی یعلی مروی از جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث ۱۸۰۶ مطبوعہ موسستہ علوم القرآن بیروت ۲/۳۲۹
[2] المستدرک علی الصحیحین کتاب الدعاء مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱/۵۲۹
[3] کنزالعمال بحوالہ ابی الشیخ عن انس رضی اللہ عنہ حدیث ۳۱۲۰ مطبوعہ مکتبۃ التراث الاسلامی بیروت ۲/۶۳
[4] جامع الترمذی ابواب الدعوات مطبوعہ امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۲/۱۷۳
مسند احمد بن حنبل مروی از ابوسعید الخدری مطبوعہ دارالفکر بیروت ۳/۱۸

تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من سرہ ان یستجیب اللہ لہ عند الشدائد فلیکثر من الدعاء عند الرخاء۔[1] رواہ الترمذی عن ابی ھریرۃ والحاکم عنہ وعن سلمان وقال صحیح واقروہ۔

جسے خوش آئے کہ اللہ تعالیٰ سختیوں میں اس کی دُعا قبول فرمائے وہ نرمی میں دُعا کی کثرت رکھے۔ اسے ترمذی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور حاکم نے ان سے اور حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرکے فرمایا کہ یہ صحیح ہے اور محدثین نے اس کی صحت کو برقرار رکھا۔

www.alahazratnetwork.org

حدیث ۱۱: ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من لم یسأل اللہ یغضب علیہ۔[2] رواہ احمد وابن ابی شیبۃ والبخاری فی الادب المفرد والترمذی وابن ماجۃ والبزار وابن حبان والحاکم وصححاہ۔

جو اللہ تعالیٰ سے دُعا نہ کرے گا اللہ تعالیٰ اس پر غضب فرمائے گا۔ اسے امام احمد، ابن ابی شیبہ اور بخاری نے ادب المفرد میں، ترمذی، ابن ماجہ، بزار، ابن حبان اور حاکم نے روایت کرکے صحیح کہا۔

ایّہا المسلمون تم نے اپنے مولا جل وعلا اور اپنے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات سُنے اُن میں کہیں بھی تخصیص وتقیید کی بُو ہے، یہ تو بارہا فرمایا کہ دُعا کرو، کہیں یہ بھی فرمایا کہ فلاں نماز کے بعد نہ کرو؟ یہ تو صاف ارشاد ہوا ہے کہ جس وقت دعا کرو گے میں سُنوں گا، کہیں یہ بھی فرمایا کہ فلاں وقت کرو گے تو نہ سنوں گا؟ یہ تو بتاکید بار بار حکم آیا ہے کہ دُعا سے عاجز نہ ہو، دعا میں کوشش کرو، دعا کو لازم پکڑو، دعا کی کثرت رکھو، رات دن دُعا مانگو، کہیں یہ بھی فرمایا ہے کہ فلاں نماز کے بعد نہ مانگو؟ یہ تو ڈر سُنایا گیا ہے کہ جو دُعا نہ مانگے گا اس پر غضب ہوگا، کہیں یہ بھی فرمایا ہے کہ فلاں نماز کے بعد جو مانگے گا اس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوگا؟ اور جب کہیں نہیں تو خدا اور رسول جل وجلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جس چیز کو عام ومطلق رکھا دوسرا اسے

---

[1] جامع الترمذی ابواب الدعوات مطبوعہ امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۱۷۴/۲

[2] ″ ″ ″ ″ ۱۷۳/۲

ادب المفرد باب ۲۸۶ حدیث ۶۵۸ ″ المکتبۃ الاثریۃ سانگلہ ہل ص ۱۷۱

مسند احمد بن حنبل مروی از ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ″ دارالفکر بیروت ۴۴۳/۲

مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الدعاء حدیث ۹۲۱۸ مطبوعہ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۲۰۰/۱۰

مخصوص ومقید کرنے والا کون؟ خدا ورسول عزّ مجدہٗ وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے جس چیز سے منع نہ فرمایا دوسرا اسے منع کرنے والا کون؟ قال تعالٰی:

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ؕ[1]

اور نہ کہو اسے جو تمہاری زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ اللہ پر جھوٹ باندھو بیشک جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں ان کا بھلا نہ ہوگا۔

اصل یہ ہے کہ اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰهِ[2] حکم نہیں مگر خدا ہی کے لئے ہے۔ جس چیز کو اس نے کسی ہیأتِ خاصہ محلِ معیّن سے مخصوص اور اس پر مقصور ومحصور فرمایا اُس سے تجاوز جائز نہیں، جو تجاوز کرے گا دین میں بدعت نکالے گا اور جس چیز کو اُس نے ارسال واطلاق پر رکھا ہرگز کسی ہیأت ومحل پر مقتصر نہ ہوگی اور ہمیشہ اپنے اطلاق ہی پر رہے گی جو اس سے بعض صور کو جدا کرے گا دین میں بدعت پیدا کرے گا، ذکر و دُعا اسی قبیل سے ہیں کہ زنہار شرع مطہر نے اُنھیں کسی قید وخصوصیت پر محصور نہ فرمایا بلکہ عموماً ومطلقاً اُن کی تکثیر کا حکم دیا۔ دُعا کے بارے میں آیات وحدیث سُن ہی چکے اور دلائل مطلقہ تکثیر ذکر جنھیں اس سلسلہ شمار میں (**خامساً**) کہئے کہ ہر دُعا بالبداہۃ ذکرِ الٰہی ہے اور اُس پر علما نے تنصیص بھی فرمائی، مولانا قاری شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں، کل دعاء ذکر (ہر دُعا ذکر ہے۔ ت) تو اجازت عامہ ذکر کے دلائل بعینہا اجازت عامہ کے دلائل ہیں کہ تعمیم افراد اعم[عـــه] یا مساوی، لاجرم تعمیم افراد اخص مساوی ہے کما لا یخفی (جیسا کہ مخفی نہیں ہے۔ ت) ان دلائل جلائل کا وفور کامل حد احصا کا طرف مقابل، فقیر غفرلہ المولی القدیر نے اپنے رسالہ نسیم الصبا فی ان الاذان یحول الوباء میں اس مدعا پر بکثرت آیات واحادیث لکھیں، از انجملہ **حدیث** حسن ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم فرماتے ہیں:

[عـــه] ذکر اعم صرف بنظر کلیہ حاضرہ ہے ورنہ سابق گزرا کہ دوسری طرف سے یہی کلیہ ہے تو دعاؤ ذکر قطعاً متساوی اور اب اتحاد ادلہ اور بھی واضح وجلی ۱۲ منہ (م)

---

[1] القرآن ۱۶/۱۱۶

[2] القرآن ۶/۵۷

www.alahazratnetwork.org

اکثروا ذکر اللہ حتی یقولوا مجنون[1] ذکرِ الٰہی کی یہاں تک کثرت کرو کہ لوگ مجنون بتائیں۔

وحدیث حسن عبد اللہ بن بُسر رضی اللہ تعالٰی عنہ سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: لایزال لسانك رطبا من ذکر اللہ[2] ہمیشہ ذکرِ الٰہی میں تر زبان رہ۔

حدیث جید الاسناد ام انس رضی اللہ تعالٰی عنہا حضورِ والا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

اکثری من ذکر اللہ فانك لا تاتین بشیئ احب الیہ من کثرۃ ذکرہ[3] اللہ کا ذکر بکثرت کر کہ تُو کوئی چیز ایسی نہ لائے جو خدا کو اپنی کثرتِ ذکر سے زیادہ پیاری ہو۔

وحدیث ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سرورِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: من لم یکثر ذکر اللہ فقد برئ من الایمان[4] جو ذکرِ الٰہی کی کثرت نہ کرے وہ ایمان سے بیزار ہوگیا۔

وحدیث صحیح ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا:

کان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یذکر اللہ تعالٰی علٰی کل احیانہ[5] حضور پُرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہر وقت ذکرِ خدا فرمایا کرتے۔

الٰی غیر ذٰلک من الاحادیث والاٰثار (ان کے علاوہ متعدد احادیث وآثار ہیں۔ ت) یہاں صرف بعض آیات اور ان کی تفسیروں پر اقتصار ہوتا ہے جو عموم تمامی اوقات واحوال میں نص ہیں:

آیت ۱: قال جل ذکرہ:

فَاذْکُرُوا اللّٰہَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِکُمْ[6] اللہ کا ذکر کرو کھڑے اور بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر۔

علمائے کرام اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ جمیع احوال میں ذکرِ الٰہی و دُعا کی مداومت کرو۔ بیضاوی

---

[1] المستدرک علی الصحیحین کتاب الدعاء مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱/۴۹۹
[2] جامع الترمذی ابواب الدعوات مطبوعہ امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۲/۱۷۳
[3] دُرِّ منثور بحوالہ الطبرانی ذکراً کثیراً کے تحت مذکور ہے مطبوعہ آیۃ اللہ العظمٰی قم ایران ۵/۲۰۵
[4] " " المعجم الاوسط " " " " "
الترغیب والترہیب کتاب الذکر والدعاء مطبوعہ مصطفٰے البابی مصر ۲/۴۰۱
[5] سُنن ابی داوٗد باب فی الرجل یذکر اللہ تعالٰی علٰی غیر وضوء مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۴
[6] القرآن ۴/۱۰۳

میں ہے:

داوموا علی الذکر فی جمیع الاحوال[۱]

تمام احوال میں ذکر پر مداومت کرو۔ (ت)

ای داوموا علی ذکر اللہ تعالٰی فی جمیع الاحوال[۲]

یعنی تمام احوال میں اللہ تعالٰی کے ذکر پر دوام اختیار کرو۔ (ت)

ارشاد العقل السلیم میں ہے:

داوموا علی الذکر اللہ تعالٰی وحافظوا علی مراقبتہ ومناجاتہ ودعائہ فی جمیع الاحوال[۳]

تمام احوال میں اللہ تعالٰی کے ذکر پر مداومت کرو، اور مراقبہ، مناجات اور رب سے دعا کی محافظت کرو۔ (ت)

آیت ۲: قال عزّ اسمہ:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِیْرًا[۴]

اے ایمان والو! اللہ کا ذکر بکثرت کرو۔

علامۃ الوجود مفتی ابوالسعود ارشاد میں ارشاد فرماتے ہیں: یعم الاوقات والاحوال[۵] یہ آیت تمام اوقات واحوال کو عام ہے۔

آیت ۳: قال تعالٰی شانہ:

فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا[۶]

اللہ کا ذکر کرو جیسے اپنے باپ دادا کو یاد کرتے ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ۔

امام نسفی کافی شرح وافی میں فرماتے ہیں: ادید بہ ذکر اللہ تعالٰی فی الاوقات کلھا[۷] اس

---

[۱] انوار التنزیل المعروف بتفسیر البیضاوی آیۃ مذکورہ کے تحت مطبوعہ مصطفٰی البابی مصر ۱/۲۰۴
[۲] تفسیر النسفی المعروف بتفسیر المدارک " " " دارالکتب العلمیہ بیروت ۱/۲۴۸
[۳] تفسیر ارشاد العقل السلیم " " " احیاء التراث الاسلامی بیروت ۲/۲۲۸
[۴] القرآن ۳۳/۴۱
[۵] تفسیر ارشاد العقل السلیم آیۃ مذکورہ کے تحت مطبوعہ احیاء التراث الاسلامی بیروت ۷/۱۰۶
[۶] القرآن ۲/۲۰۰
[۷] کافی شرح وافی

www.alahazratnetwork.org

آیت سے یہ مراد کہ ذکرِ الٰہی جمیع اوقات میں کرو۔

آیت ۴ : قال تبارک مجدہ ؛

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا[1] اور بکثرت خدا کا ذکر کرو۔

معالم میں ہے : فی جمیع المواطن علی السراء والضراء[2] تمام مواضع میں خوشی و تکلیف میں۔

آیت ۵ : قال تقدس اوصافہ ؛

وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا[3] خدا کو بکثرت یاد کرنے والے مرد اور بکثرت یاد کرنے والی عورتوں کے لئے اللہ نے مغفرت اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔

مولٰنا شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ ماثبت بالسنۃ میں لکھتے ہیں ؛

لا یخفی ان الذکر والتسبیح والتہلیل والدعاء لاباس بہ لانہا مشروعۃ فی کل الامکنۃ و الازمان[4] پوشیدہ نہیں کہ ذکر و تسبیح و تہلیل و دعا میں کچھ مضائقہ نہیں کہ یہ چیزیں تو ہر جگہ اور ہر وقت مشروع ہیں۔

اللہ اللہ کیا ستم جری ہیں وہ لوگ کہ قرآن و حدیث کی ایسی عام مطلق اجازتوں کے بعد خواہی نخواہی بندگانِ خدا کو اس کی یاد و دعا سے روکتے ہیں حالانکہ اُس نے ہرگز اس دعا سے ممانعت نہ فرمائی ،

قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ[5] اے حبیب ! ان سے پُوچھئے کہ اللہ نے اس کی تمھیں اجازت دی ہے یا اللہ پر جھوٹ باندھتے ہو۔ (ت)

ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

پس بحمد اللہ آفتاب روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ دعائے مذکور فی السوال قطعاً جائز و مندوب، اور اس سے ممانعت محض بے اصل و باطل و معیوب ،

---

[1] القرآن ۸/۴۵ و ۶۲/۱۰

[2] معالم التنزیل علی ہامش خازن پ ۲۱ مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۵/۲۴۵

[3] القرآن ۳۳/۳۵

[4] ماثبت بالسنۃ خاتمہ کتاب ادارہ نعیمیہ رضویہ لاہور ص ۲۲۶

[5] القرآن ۱۰/۵۹

والحمد للہ ھادی القلوب والصلوٰۃ والسلام علٰی شفیع الذنوب واٰلہ وصحبہ عدیمی العیوب ماتناوب للشمس الطلوع والغروب اٰمین!

سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو دل کو رہنمائی عطا کرنے والا ہے اور صلوٰۃ وسلام ہو گناہوں کی شفاعت کرنے والے پر آپ کی آل واصحاب پر جن کے عیوب معدوم ہیں جب تک شمس کے لئے طلوع وغروب ہے، آمین! (ت)

العید الثانی وبجود الجیب حصول الامانی (اللہ تعالٰی کی توفیق ہی سے مقاصد کا حصول ہے۔ ت) پہلے وہ فتوٰی پیش نظر رکھ لیجئے کہ مستندین کا حاصل سعی ومبلغ وہم ظاہر ہو حاشا اس فتوے میں جواز وعدمِ جواز کی اصلاً بحث نہیں، نہ سائل نے اس سے پوچھا نہ مجیب نے ناجائز لکھا بلکہ **سوال** یوں ہے ماقولھم رحمھم اللہ تعالٰی (ان رحمہم اللہ تعالٰی کا کیا قول ہے۔ ت) اس مسئلہ میں کہ جناب رسولِ مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اصحاب وتابعین وتبع تابعین وائمہ اربعہ رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین بعد نماز عیدین کے دعا مانگتے تھے یا بعد پڑھنے خطبہ عیدین کے کھڑے کھڑے یا بیٹھ کر یا بدون ہاتھ اٹھائے بینوا وافتوا بسند الکتاب توجروا عند اللہ یحسن الماٰب (کتاب کی سند کے ساتھ اسے بیان کرکے اللہ تعالٰی کے ہاں سے بہتر اجر وجزا پاؤ۔ ت) اور **جواب** یہ ھو المصوب روایاتِ حدیث سے اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نماز عید سے فراغت کرکے خطبہ پڑھتے تھے اور بعد اس کے معاودت فرماتے، دعا مانگنا بعد نماز یا خطبہ کے آپ سے ثابت نہیں، اسی طرح صحابہ کرام وتابعینِ عظام سے ثبوت اس امر کا نظر سے نہیں گزرا۔ واللہ اعلم

محمد عبدالحی
ابوالحسنات

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

اقول وباللہ التوفیق وبہ العروج علی اوج التحقیق (اللہ کی توفیق اور تحقیق کی بلندی پر اسی سے عروج ہے۔ ت) قطع نظر اس سے کہ یہ فتوٰی محلِ احتجاج میں کہاں تک پیش ہوسکتا ہے حضرات مانعین کو ہرگز مفید نہ ہمیں مضر، جواز وعدم کا تو اس میں ذکر ہی نہیں، سائل ومجیب دونوں کا کلام ورود وعدمِ ورود میں ہے پھر مجیب نے صحابہ کرام وتابعین عظام رضی اللہ تعالٰی عنہم سے ثابت نہ ہونے پر جزم بھی نہ کیا صرف اپنی نظر سے نہ گزرنا لکھا اور ہر عاقل جانتا ہے کہ نہیں اور نہ دیکھا میں زمین وآسمان کا فرق ہے یہاں کے جو اکابر ماہرانِ فنِ حدیث ہیں بارہا فرماتے ہیں ہم نے نہ دیکھی اور دوسرے محدثین اس کا پتا دیتے ہیں فقیر نے اس کی متعدد مثالیں اپنے رسالہ صفائح اللجین فی کون التصافح بکفی الیدین میں ذکر کیں پھر یہ نہ دیکھنا بھی مجیب خاص اپنا بیان کر رہے ہیں نہ کہ ائمہ شان نے اس طرح کی تصریح فرمائی کہ ایسا ہوتا تو نظر سے نہ گزرا کے

www.alahazratnetwork.org

عوض اس امام کا ارشاد نقل کرتے خصوصاً جبکہ سائل درخواست کرچکا تھا کہ بینوا افتوا بسند الکتاب (کتاب کی سند کے ساتھ بیان کرو اور فتوٰی دو۔ ت) تو آج کل کے ہندی علماء کا نہ دیکھنا نہ ہونے کی دلیل کیونکر ہوسکتا ہے ،

آخر نہ دیکھا کہ فقیر غفرلہ المولی القدیر نے حدیث صحیح سے اُس کا نص صریح ائمۂ تابعین قدست اسرارہم سے واضح کردیا والحمد للہ رب العٰلمین پھر خصوص جزئیہ سے قطع نظر کیجئے جس کا التزام عقلاً و نقلاً کسی طرح ضرور نہیں جب تو فقیر نے خود حضور پُرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے جس جس طرح اس کا ثبوت روشن کیا منصف غیر متعسف اس کی قدر جانے گا والحمد للہ والمنۃ، پھر سوال میں تبع تابعین و ائمہ اربعہ سے استفسار تھا مجیب نے اُن کی نسبت اُس قدر بھی نہ لکھا کہ نظر سے نہ گزرا ، اب خواہ اسے ثبوت نہ دیکھا ، پوری بات کا جواب نہ ہوا ، بہرحال محلِ نظر و استناد مستند صرف اس قدر کہ مجیب حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے نفی ثبوت کرتے ہیں اور تقریب یہ کہ حدیثوں میں یہی وارد ہے کہ نماز کے متصل خطبہ اور خطبہ کے متصل معاودت فرماتے تو دعا کا وقت کون سا رہا؟ اس تقدیر پر ثبوتِ عدم کا ادعا ہوگا، دوسرے یہ کہ حدیثوں میں صرف نماز و خطبہ و معاودت کا ذکر ہے دعا مذکور نہیں ، یہ عدم ثبوت کا دعوٰی ہوگا ، اور کلامِ مجیب سے یہی ظاہر ہے کہ "ثابت نہیں" کہتے ہیں نہ کہ "نہ کرنا ہی ثابت ہے" ، اور لفظ "اسی قدر معلوم ہوتا ہے" بھی اسی طرف ناظر کہ اگر اس سے اثباتِ عدم مقصود ہوتا تو طرزِ ادا یہ تھی کہ حدیثوں سے صاف ثابت کہ نماز و خطبہ و معاودت میں فصل نہ تھا پس دُعا نہ مانگنا ثابت ہُوا ، بایں ہمہ شاید حضرات مانعین اپنے نفع کے گمان سے کلامِ مجیب کو خواہ مخواہ محمل اول پر حمل کریں ، لہٰذا فقیر غفرلہ المولی القدیر دونوں محمل پر کلام کرتا ہے وباللہ التوفیق۔

محمل اوّل پر یہ کلام خود ہی بوجوہ کثیر باطل ،

اوّلاً یہ تو اصلاً کسی حدیث میں نہیں کہ حضور پُرنور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سلام پھیرتے ہی بفورِ حقیقی معاً خطبہ فرماتے تھے اور خطبہ ختم فرماتے ہی بے فصل فوراً واپس تشریف لاتے غایت یہ کہ کسی حدیث میں فائے تعقیب آنے سے استدلال کیا جائے مگر وہ ہرگز اتصالِ حقیقی پر دال نہیں کہ دو حرف دعا سے فصل کی مانع ہو ، فواتح شرح مسلم میں فرمایا :

الفاء للترتیب علٰی سبیل التعقیب من غیر مھلۃ وتراخ یعد فی العرف مھلۃ وتراخیاً۔[1]

فاء ترتیب کے لئے ہے یہ بغیر مہلت و تراخی کے تعاقب کے لئے ہے عرف میں اسے مہلت شمار کیا جاتا ہے اور تراخی بھی صحیح ہے۔ (ت)

---

[1] فواتح الرحموت بذیل المستصفی مسئلہ الفاء للترتیب مطبوعہ مطبعۃ امیریہ قم ایران ۱/۲۳۴

یا ہذائیہ تدقیقات ضیفہ فلسفیہ نہیں محاورات صافیہ عرفیہ ہیں اگر زید وعدہ کرلے نماز پڑھ کر فوراً آتا ہوں تو نماز کے بعد معمولی دو حرفی دعا ہرگز عرفاً یا شرعاً مبطل فور وموجب خلاف وعدہ نہ ہوگی، مسئلہ سجود تلاوت صلاتیہ میں سُنا ہی ہوگا کہ دو آیتیں بالاتفاق اور تین علی الاختلاف قاطع فور نہیں۔

ثانیاً دعا تابع ہے اور توابع فاصل نہیں ہوتے، واجبات میں ضم سورت سُنا ہوگا مگر آمین فاصل نہیں کہ تابع فاتحہ ہے، حضور پُرنور سیّد یوم النشور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے تسبیح حضرت بتول زہرا صلوات اللہ وسلامہ علٰی ابیہا الکریم وعلیہا کی نسبت فرمایا،

معقبات لایخیب قائلھن[1]۔ رواہ احمد ومسلم والترمذی والنسائی عن کعب بن عجرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

کچھ کلمات نماز کے بعد بلافاصلہ کہنے کے ہیں جن کا کہنے والا نامراد نہیں رہتا۔ اسے امام احمد، مسلم، ترمذی اور نسائی نے حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے۔

بالجملہ علما فرماتے ہیں اگر سُنن بعدیہ کے بعد پڑھے تعقیب میں فرق نہ آئے گا کہ سنن توابع فرائض سے ہیں درمختار میں ہے:

یکرہ تاخیر السنۃ الا بقدر اللھم انت السلام الخ[2]

سُنتوں میں اللھم انت السلام الخ کی مقدار سے زائد تاخیر مکروہ ہے۔ (ت)

ردالمحتار میں ہے:

لما رواہ مسلم والترمذی عن عائشۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لایقعد الا بمقدار مایقول اللھم انت السلام ومنک السلام تبارکت یاذاالجلال والاکرام واما ماورد من الاحادیث فی الاذکار عقیب الصلٰوۃ فلا دلالۃ فیہ علی الاتیان بھا قبل السنۃ

کیونکہ مسلم اور ترمذی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم صرف اللھم انت السلام ومنک السلام تبارکت یاذاالجلال والاکرام کی مقدار ہی بیٹھتے تھے، اور دیگر روایات میں جو نماز کے بعد اذکار کا ذکر ہے اس میں یہ دلالت نہیں کہ وہ اذکار سنن سے پہلے ہوتے تھے بلکہ بعد میں بھی بجالائے جاسکتے ہیں

---

[1] سُنن النسائی نوع آخر من عدد التسبیح مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۱/۱۹۸

[2] درمختار فصل واذا اراد الشروع الخ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱/۷۹

بل یحمل علی الاتیان بھا بعدھا لان السنة من لواحق الفریضة وتوابعھا ومکملاتھا فلن تکن اجنبیة عنھا فما یفعل بعدھا یطلق علیہ انہ عقیب الفریضة[1]

کیونکہ سنتیں فرائض کے لواحقات، توابع اور ان کی تکمیل کا سبب ہیں لہذا یہ فرائض سے اجنبی نہیں ہیں جو ان سنن کے بعد ہو اس پر یہ اطلاق کیا جاسکتا ہے کہ وُہ فرائض کے بعد ہُوا۔ (ت)

ثالثاً مانا کہ مفادِ "ف" اتصال حقیقی ہے تاہم خُوب متنبہ رہنا چاہئے کہ حضور پُرنور سیّد عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے نو برس عید کی نمازیں پڑھی ہیں تو احادیث متعددہ کا وقائع متعددہ پر محمول ہونا ممکن، پس اگر ایک حدیث صلوٰۃ وخطبہ اور دوسری خطبہ وانصراف میں وقوعِ اتصال پر دلالت کرے اصلاً بکار آمد نہیں کہ ایک بار بعد خطبہ دوبارہ بعد نماز دعا کا عدم ثابت نہ ہوگا تو (یُوں وہ) مقصود سے منزلوں دور ہے کما لایخفی۔

www.alahazratnetwork.org

رابعاً مسلّم کہ ایک ہی حدیث میں دونوں اتصال مصرح ہوں تاہم بلفظ دوام تو اصلاً کوئی حدیث نہ آئی ومن ادعی فعلیہ البیان (اور جو اس کا دعوٰی کرتا ہے وُہ دلیل لائے۔ ت) اور ایک آدھ جگہ صلی فخطب فعاد (نماز پڑھائی، پس خطبہ دیا اور لوٹ گئے۔ ت) ہو بھی تو واقعہ حال ہے اور وقائع حال کے لئے عموم نہیں کما نصوا علیہ (جیسا کہ علماء نے اس پر تصریح کی ہے۔ ت) اور ہم قائلِ وجوب لزوم نہیں کہ ترک مرۃً ہمارے منافی ہو اور اگر لفظ کان یصلی فیخطب فیعود (آپ نماز پڑھاتے خطبہ دیتے اور لوٹ جاتے۔ ت) بھی فرض کرلیں تو ہنوز اس کا تکرار پر دلیل ہونا محلِ نزاع نہ کہ دوام، خود مجیب اپنے رسالہ غایۃ المقال میں کلام حافظ ابوزرعہ عراقی:

ان فی الصحیحین وغیرھما عن سعید بن یزید قال سألت انس بن مالک اکان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یصلی فی نعلیہ فقال نعم وظاھرہ ان ھذا کان شانہ وعادتہ المستمرۃ دائما الخ[2]

بخاری ومسلم وغیرہما میں حضرت سعید بن یزید رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے پوچھا کہ رسالتمآب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نعلین کے اندر نماز ادا فرماتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: ہاں۔ اس کے ظاہر سے یہی محسوس ہوتا ہے کہ آپ کا دائمی معمول تھا الخ (ت)

نقل کرکے لکھتے ہیں:

---

[1] ردالمحتار فصل واذا اراد الشروع الخ مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/۳۹۱

[2] رسالہ غایۃ المقال من مجموعہ رسائل عبدالحی فصل فی الصلوٰۃ مطبع چشمہ فیض لکھنؤ ص ۱۰۹

ماذکرہ من دلالۃ حدیث انس علی کون العادۃ النبویۃ مستمرۃ بالصلوۃ فی النعال منظور فیہ لعدم وجود مایدل علیہ فیہ ولعلہ استخرجہ من لفظ کان وھو استخراج ضعیف لما نص علیہ الامام النووی فی کتاب صلوۃ اللیل من شرح صحیح مسلم من ان لفظ کان لایدل علی الاستمرار والدوام فی عرفھم اصلاً[1]۔

حدیث انس سے ان کا اس پر استدلال کہ نعلین میں نماز ادا کرنا حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی عادت دائمی تھی محلِ نظر ہے کیونکہ الفاظِ حدیث میں ایسی کوئی شئی موجود نہیں شاید انھوں نے لفظ کان سے استنباط کیا ہو حالانکہ یہ استنباط ضعیف ہے کیونکہ امام نووی نے شرح مسلم کے کتاب صلوۃ اللیل میں تصریح کی ہے کہ لفظ کان اصطلاح محدثین کے عرف میں ہرگز دوام و استمرار پر دلالت نہیں کرتا۔ (ت)

اس مسئلہ کی تمام تحقیق فقیر کے رسالہ التاج المکلل فی انارۃ مدلول کان یفعل (۱۳۰۵ھ) میں ہے۔

www.alahazratnetwork.org

خامساً یہ سب تو بالائی کلام تھا احادیث پر نظر کیجئے تو وہ اور ہی کچھ اظہار فرماتی ہیں صحاح ستہ وغیرہا خصوصاً صحیحین میں روایات کثیرہ بلفظ ثم وارد، ثم فاصلہ و مہلت چاہتا ہے تو ادعا کہ احادیث میں اتصال ہی آیا محض غلط بلکہ حرفِ اتصال اگر دو ایک حدیث میں ہے تو کلمۂ انفصال آٹھ دس میں، اب روایات سنئے:

حدیث ۱: صحیحین میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے:

واللفظ لمسلم قال شھدت صلوۃ الفطر مع نبی اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وابی بکر وعمر وعثمٰن رضی اللہ تعالٰی عنہم فکلھم یصلیھا قبل الخطبۃ ثم یخطب[2]۔

مسلم کے الفاظ یہ ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالٰی عنہم کی معیت میں نماز عید الفطر ادا کی ان سب نے خطبہ سے پہلے نماز پڑھائی پھر خطبہ دیا۔ (ت)

حدیث ۲: صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے:

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کان یصلی فی الاضحی والفطر ثم یخطب بعد الصلوۃ[3]۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عید الاضحی اور عید الفطر کی نماز پڑھاتے پھر نماز کے بعد خطبہ ارشاد فرماتے۔ (ت)

---

[1] رسالہ غایۃ المقال من مجموعہ رسائل عبدالحی فصل فی الصلوۃ مطبع چشمہ فیض لکھنؤ ص ۱۰۹

[2] صحیح مسلم کتاب العیدین مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۱/ ۲۸۹

[3] صحیح البخاری " قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۳۱

حدیث ۳ : اسی کے باب استقبال الامام الناس فی خطبۃ العید میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے :

خرج النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یوم اضحی فصلی العید رکعتین ثم اقبل علینا بوجھہ وقال الحدیث[1]۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اضحٰی کے دن تشریف لائے پھر عید کی دو رکعات پڑھائیں پھر آپ نے ہماری طرف رُخِ انور کیا اور خطبہ ارشاد فرمایا۔ (ت)

حدیث ۴ : اسی میں حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے :

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم صلی یوم النحر ثم خطب الحدیث[2]۔

www.alahazratnetwork.org

بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے عید الاضحٰی کے روز نماز پڑھائی پھر خطبہ دیا۔ (ت)

حدیث ۵ : اسی میں حضرت جندب بن عبد اللہ بجلی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے :

صلی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یوم النحر ثم خطب ثم ذبح[3]۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے قربانی کے دن نماز پڑھائی پھر خطبہ دیا پھر قربانی کی (ت)

حدیث ۶ : جامع ترمذی میں بافادہ تحسین وتصحیح حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے :

کان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وابوبکر وعمر یصلون فی العیدین قبل الخطبۃ ثم یخطبون[4]۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما عیدین کی نماز خطبہ سے پہلے پڑھاتے تھے پھر خطبہ دیتے۔ (ت)

حدیث ۷ : سُنن نسائی میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے :

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کان یخرج یوم العید فیصلی رکعتین ثم یخطب[5]۔

بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عید کے دن باہر تشریف لاتے آپ دو رکعتیں پڑھاتے پھر خطبہ دیتے (ت)

۱؎ صحیح البخاری	کتاب العیدین	مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی	۱/۱۳۳
۲؎ "	"	" " "	۱/۱۳۴
۳؎ "	"	" " "	۱/۱۳۴
۴؎ جامع الترمذی	باب فی صلوٰۃ العیدین	" امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی	۱/۷۰
۵؎ سنن نسائی	کتاب صلوٰۃ العیدین	" نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی	۱/۲۳۴

یہ سات حدیثیں ظاہر کرتی ہیں کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور صدیق و فاروق و عثمان غنی رضی اللہ تعالٰی عنہم نمازِ عیدین کا سلام پھیر کر کچھ دیر کے بعد خطبہ شروع فرماتے۔

حدیث ۸: صحیحین میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے:

واللفظ للبخاری کان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یخرج یوم الفطر والاضحی الی المصلی فاول شیئ یبدؤ بہ الصلوٰۃ ثم ینصرف فیقوم مقابل الناس والناس جلوس علی صفوفھم فیعظھم ویوصیھم فان کان یرید ان یقطع بعثا قطعہ اویامر بشیئ امر بہ ثم ینصرف[1]

الفاظِ بخاری یہ ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عید الفطر اور اضحٰی کے دن باہر عیدگاہ میں تشریف لاتے سب سے پہلے آپ نماز پڑھاتے پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے لوگ اپنی اپنی صفوں میں بیٹھے رہتے آپ انھیں وعظ و نصیحت فرماتے، اگر آپ نے کسی لشکر کو بھیجنا ہوتا تو روانہ فرماتے اور کسی کا حکم دینا ہوتا تو حکم فرمادیتے پھر آپ واپس تشریف لاتے۔ (ت)

یہ حدیث خطبہ و معاودت میں فصل بتاتی ہے۔

حدیث ۹: بخاری و مسلم و دارمی و ابوداؤد و نسائی و ابن ماجہ حضرت حبر الامۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی:

قال خرجت مع النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یوم فطر او اضحی فصلی ثم خطب ثم اتی النساء فوعظھن وذکرھن وامرھن بالصدقۃ۔[2]

فرمایا میں فطر اور اضحٰی کے روز نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ساتھ نکلا آپ نے نماز پڑھائی پھر خطبہ دیا پھر خواتین کے اجتماع میں تشریف لے گئے انھیں وعظ و نصیحت فرمائی اور انھیں صدقہ کا حکم دیا۔ (ت)

یہ حدیث دونوں جگہ فصل کا اظہار کرتی ہے، سبحٰن اللہ! پھر کیونکر ادعا کرسکتے ہیں کہ نماز و خطبہ و خطبہ و معاودت میں ایسا اتصال رہا جو عدمِ دعا پر دلیل ہُوا، اگر کہئے ثمّ کبھی مجازاً بحالتِ عدم مہلت بھی آتا ہے قال الشاعر:

کھز الردینی تحت العجاج
جری فی الانابیب ثم اضطرب[3]

(اس کی حرکت اس ردینی نیزے کی طرح ہے جو میدانِ کارزار میں اڑنے والے غبار میں حرکت کرتے ہوئے پوروں پر لگتا ہے تو جنبش کرتا ہے)

---

[1] صحیح البخاری کتاب العیدین باب خروج الصبیان مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۳۱
[2] " " " " ۱/ ۱۳۳
[3] اوضح المسالک الی الفیہ ابن مالک بحث لفظ ثمّ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۴۳
شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ فرع سادس من الفصل الثانی مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۸/ ۲۹

اقول تم مستدل ہو اور مستدل کو احتمال کافی نہیں خصوصاً خلافِ اصل کما لا یخفی علی ذی عقل (یہ کسی صاحبِ عقل پر پوشیدہ نہیں۔ ت) معہذا **ف** بارہا مجرد ترتیب بے معنی اتصال و تعقیب کے لئے آتی ہے، امام جلال الدین سیوطی اتقان میں زیر بیان **ف** فرماتے ہیں:

قد تجیئ لمجرد الترتیب نحو فراغ الٰی اھلہ فجاء بعجل سمین ہ فقربہ الیھم فاقبلت امرأتہ فی صرۃ فصکت وجھھا۔ فالزاجرات زجرا ہ فالتالیات[1]

کبھی کبھی فا محض ترتیب کے لئے آتی ہے، مثلاً ان آیات میں (ترجمہ آیات) پھر اپنے گھر گیا تو ایک فربہ بچھڑا لے آیا پھر اسے ان کے پاس رکھا۔ اس پر اس کی بیوی چلاتی آئی پھر اپنا ماتھا ٹھونکا۔ پھر قسم ان کی کہ جھڑک کر چلائیں۔ پھر ان جماعتوں کی کہ قرآن پڑھیں۔ (ت)

بلکہ مسلم الثبوت میں ہے:

الفاء للترتیب علی سبیل التعقیب ولو فی الذکر[2]

فا بطریق تعقیب ترتیب کے لئے آتی ہے خواہ وہاں ترتیب ذکری ہو۔

تو ایک **ف** کا مجرد ترتیب یا ترتیب فی الذکر مجاز پر حمل اولیٰ ہے یا دس **ثم** کا مجاز پر۔

سادساً یہ عدم فصل بطور سلب عموم لیتے ہو تو ہمیں کیا مضر اور تمہیں کیا مفید کہ ہمیں ایجاب کلی کی ضرورت نہیں کہ سلب جزئی ہمارے خلاف ہو اور بطور عموم سلب تو دونوں جگہ اس کا بطلان ثابت و واضح۔ صحیح حدیثیں تنصیص کر رہی ہیں کہ بالیقین دونوں جگہ فصل واقع ہوا نماز و خطبہ میں وہ **حدیث**[عہ] (۱۰) کہ ابوداؤد و نسائی و

عہ **اقول** یہ حدیث صحیح ہے،

رواہ ابوداؤد عن محمد بن الصباح البزاز صدوق والنسائی عن محمد بن یحیی بن ایوب ثقۃ وابن ماجۃ عن ھدیۃ بن عبدالوھاب صدوق و عمر بن رافع البجلی

اس کو ابوداؤد نے محمد بن الصباح البزار سے (جو صادق ہیں) اور نسائی نے محمد بن یحیٰی بن ایوب سے (جو ثقہ ہیں) اور ابن ماجہ نے ہدیہ بن عبدالوہاب سے (جو کہ صدوق ہیں)، اور عمر بن رافع البجلی (جو کہ ثقہ ہیں) تمام نے

(باقی اگلے صفحہ پر)

---

[1] الاتقان النوع الاربعون فی معرفۃ معانی الادوات الخ مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/۱۶۶

[2] مسلم الثبوت مسئلہ الفاء للترتیب " مطبع انصاری دہلی ص ۶۱

www.alahazratnetwork.org

ابن ماجہ نے حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی:

واللفظ لابن ماجۃ قال حضرت العید مع رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فصلی بنا العید ثم قال قد قضینا الصلٰوۃ فمن احب ان یجلس للخطبۃ فلیجلس ومن احب ان یذھب فلیذھب۔[1]

ابن ماجہ کے الفاظ یہ ہیں میں عید میں حضور پُرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ساتھ حاضر ہوا حضور نے نمازِ عید پڑھائی پھر فرمایا ہم نماز تو پڑھ چکے اب جو سننے کے لئے بیٹھنا چاہے بیٹھے اور جو جانا چاہے چلا جائے۔

اگر ثم کا خیال نہ بھی کیجئے تو یہ کلام نماز و خطبہ کے درمیان فاصل تھا تو ہمیشہ اتصال حقیقی ہونا باطل ہُوا اور خطبہ و معاودت میں تو فصل کثیر اسی حدیث نہم سے ثابت جو عنقریب گزری جس کی ایک روایت بخاری و مسلم و ابوداؤد ونسائی کے یہاں یُوں ہے:

صلی (یعنی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) ثم خطب ثم اتی النساء ومعہ بلال فوعظھن وذکرھن وامرھن بالصدقۃ فرایتھن یھوین بایدیھن یقذفنہ فی ثوب بلال ثم انطلق ھو و بلال الی بیتہ۔[2]

یعنی حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے نماز عید پڑھی پھر بعدہٗ خطبہ فرمایا پھر بعد ازاں صفوف زنان پر تشریف لاکر انھیں وعظ و ارشاد کیا اور صدقہ کا حکم دیا تو میں نے دیکھا کہ بیبیاں اپنے ہاتھوں سے گہنا اتار اتار کر بلال رضی اللہ عنہ کے کپڑے میں ڈالتی تھیں

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

ثقۃ ثبت کلھم قالوا ثنا الفضل بن موسٰی ثقۃ ثبت ثنا ابن جریج عن عطاء وھما ماھما عن عبد اللہ بن السائب رضی اللہ تعالٰی عنھما لہ ولابیہ صحبتہ فتصویب د س وابن معین ارسالہ غیر متاثر عندنا بعد ثقۃ الرجال فالحدیث صحیح علٰی اصولنا ۱۲ منہ (م)

کہا کہ ہمیں فضل بن موسٰی (جو ثقہ اور مضبوط ہیں) انہوں نے کہا ہمیں ابن جریج نے عطاء سے (یہ دونوں مقام میں مسلم ہیں) نے عبد اللہ بن السائب رضی اللہ تعالٰی عنہ (ان کو اور ان کے باپ کو صحبت ہے) پس ابوداؤد اور نسائی کی تصویب ہُوئی اور ابن معین کا رجال کے ثقہ ہونے کے بعد اس کو مرسل بنانا متاثر نہیں کرے گا، پس ہمارے ہاں یہ حدیث صحیح ہے ۱۲ منہ (ت)

---

[1] السنن لابن ماجہ ماجاء فی صلٰوۃ العیدین " ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۹۳

[2] صحیح البخاری کتاب العیدین باب العلم بالمصلی مطبوعہ نور محمد قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۳۳

پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور بلال رضی اللہ عنہ کاشانۂ نبوت کو تشریف فرما ہُوئے۔

دیکھو خطبہ کے کتنی دیر بعد معاودت ہُوئی یہ وعظ وارشاد کہ بیبیوں کو فرمایا گیا جزءِ خطبہ نہیں بلکہ اُس سے جُدا ہے، صحیحین میں روایت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما صاف فرماتے ہیں کہ:

ثم خطب الناس بعد فلما فرغ نبی اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نزل فاتی النساء فذکرھن[1] الحدیث۔

یعنی پھر بعد نماز حضور پُرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے خطبہ فرمایا، جب نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم خطبہ سے فارغ ہوئے تو اُتر کر بیبیوں کے پاس تشریف لائے اور انھیں تذکیر فرمائی، الحدیث۔

علامہ زرقانی شرح مواہب میں ناقل:

ھذہ الروایۃ مصرحۃ بان ذلک کان بعد الخطبۃ[2]۔

یہ روایت اس پر تصریح ہے کہ یہ عمل خطبہ کے بعد تھا۔ (ت)

امام نووی منہاج میں فرماتے ہیں:

انما نزل الیھن بعد فراغ خطبۃ العید[3]۔

آپ خواتین کے اجتماع میں خطبۂ عید کے بعد تشریف لے گئے تھے۔ (ت)

پس بحمداللہ تعالٰی ماہ نیم ماہ و مہر نیم روز کی طرح روشن ہُوا کہ اس تقریر سے عدمِ دُعا کا ثبوت چاہنا محض ہوسِ خام اور اس محل پر یہ کلام خود باطل و بے نظام والحمد للہ ولی الانعام (سب تعریف اللہ کیلئے جو انعام کا مالک ہے۔ ت)

اب **محلِ دوم** کی طرف چلئے جس کا یہ حاصل کہ حدیثوں میں صرف نماز و خطبہ کا ذکر ہے ان کے بعد نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا دُعا مانگنا مذکور نہ ہوا۔

اقول یہ حضرات مانعین کے لئے نام کو بھی مفید نہیں، سائل نے اس فعل خاص بخصوصیت خاصہ کا سیّدِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے صدور پُوچھا تھا کہ کس طور پر ہوا، اس کا جواب یہی تھا کہ حضور اقدس

---

[1] صحیح مسلم　کتاب العیدین　مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی　۲۸۹/۱
[2] شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ　فرع سادس　مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت　۲۹/۸
[3] منہاج نووی شرح مسلم مع مسلم　کتاب صلوٰۃ العیدین　" نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی　۲۸۹/۱

صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے اس فعل خاص کی نقل جزئی نظر سے نہ گزری مگر اسے عدم جواز کا فتوٰی جان لینا محض جہالت بے مزہ۔

اوّلاً عید اول میں گزرا کہ حدیث ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا اپنے عموم میں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے اس دُعا کا ثبوت فعلی بتا رہی ہے۔

ثانیاً ثبوت فعلی نہ ہو تو قولی کیا کم ہے بلکہ من وجہ قول فعل سے اعلٰی واتم ہے۔ اب عید اول کی تقریریں پھر یاد کیجئے اور حدیثِ ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما تو بعد نماز عید خود رب مجید جل وعلا کا اپنے بندوں سے تقاضائے دُعا فرمانا بتا رہی ہے اس کے بعد اور کسی ثبوت کی حاجت کیا ہے، اگر کہئے وُہ حدیث ضعیف ہے **اقول** فضائل اعمال میں حدیث ضعیف بالاجماع مقبول اور اثباتِ استحباب میں کافی ووافی ہے کما نص علیہ العلماء الفحول (جیسا کہ اکابر علماء نے اس پر تصریح فرمائی ہے ت) خود مجیب کے آخر جلد دوم کے فتاوٰی میں ہے،

حدیث ضعیف برائے استحباب کافی ست چنانچہ امام ہمام در فتح القدیر در کتاب الجنائز می نویسند والاستحباب یثبت بالضعیف غیر الموضوع انتہی[1]

حدیثِ ضعیف استحباب کے لئے کافی ہوتی ہے جیسا کہ ابن ہمام نے فتح القدیر کے باب الجنائز میں لکھا ہے کہ حدیث ضعیف غیر موضوع سے مستحب ہونا ثابت ہوجاتا ہے انتہی (ت)

ثالثاً جب شرع مطہر سے حکم مطلق معلوم کہ جواز واستحباب ہے تو ہر فرد کے لئے جداگانہ ثبوت قولی یا فعلی کی اصلاً حاجت نہیں کہ باجماع واطباق عقل ونقل حکم مطلق اپنی تمام خصوصیات میں جاری ساری اطلاقِ حکم کے معنی ہی یہ ہیں کہ اس ماہیت کلیہ یا فرد منتشر کا جہاں وجود ہو حکم کا ورود ہو اور فردیت بے خصوصیت محال اور وجود عینی وتعین متساوق تو جس قدر خصوصیات وتعینات معقول ہوں سب بالیقین اسی حکم مطلق میں داخل، جب تک کسی خاص کا استثناء شرع مطہر سے ثابت نہ ہو، اس قاعدہ جلیلہ کی تحقیق مبین حضرت خاتم المحققین امام المدققین حجۃ اللہ فی الارضین سیدنا الوالد قدس سرہ الماجد نے کتاب مستطاب اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد میں افادہ فرمائی من شاء فلیتشرف بمطالعتہ (جو چاہے اس کے مطالعہ کا شرف حاصل کرے۔ ت) یہاں اسی قدر کافی کہ خود حضرت وہابیہ کے امام ثانی ومعلم اول میاں اسمٰعیل دہلوی رسالہ بدعت میں لکھتے ہیں:

---

[1] مجموعہ فتاوٰی محمد عبدالحی کتاب الصلوٰۃ مطبوعہ مطبع یوسفی لاہور ۱/ ۲۴۸

درباب مناظرہ در تحقیق حکم صورت خاصہ کسے کہ دعوے جریان حکم مطلق در صورت خاصہ مبحوث عنہا می نماید ہمانست متمسک باصل کہ در اثبات دعوے خود حاجت بدلیلے ندارد و دلیل او ہماں حکم مطلق ست وبس۔[1]	مناظرہ میں کسی صورتِ خاصہ کے ثبوت کے لئے یہ دعوٰی کہ حکم مطلق ہے اور اس کا اطلاق صورتِ خاصہ پر بھی ہوتا ہے اصل کے ساتھ استدلال ہے کیونکہ اصل کے ساتھ استدلال میں دلیل کی حاجت نہیں ہوتی یہی دلیل کافی ہے کہ حکم مطلق ہے۔ (ت)

رابعاً ہم صدر جواب میں حضرت ائمہ تابعین سے اس دُعا کا ثبوت روایت کر آئے پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے ثبوت نہ ہونا کہ انہیں کس مُنہ سے منع ٹھہرا سکتے ہیں کہ ان کے نزدیک تشریع احکام تابعین تک باقی رہتی اور اُن کے بعد منقطع ہوتی ہے پھر قرنِ اول سے عدم ثبوت کیا مضر و منافی ہے۔

خامساً ہر عاقل جانتا ہے کہ ادعائے ثبوت میں قابل جزم و تصدیق صرف عدم وجدان قائل ہے اور عدم وجدان عدمِ وجود کو مستلزم نہیں خصوصاً ابنائے زماں میں۔ اور امر واضح ہے اور سیر فاضح۔ اور گزرا اشارہ اور آئے گا دوبارہ، ہم نے اس کا کچھ بیان اپنے رسالہ صفائح اللجین وغیرہا میں لکھا یہاں اتنا ہی بس ہے کہ خود مجیب اپنی کتاب السعی المشکور فی رد المذھب الماثور میں لکھتے ہیں :

نفیِ رؤیت سے نفیِ وجود لازم نہیں نظائر اس کے بکثرت ہیں کم نہیں منجملہ ان کے حدیثِ عائشہ ہے جو صحیح بخاری وغیرہ میں مروی ہے :

ما رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یسبح سبحۃ الضحٰی و انی لاسبحھا انتھی۔	میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو نماز چاشت ادا کرتے نہیں دیکھا اور میں ادا کرتی ہُوں انتہی (ت)

حالانکہ اُس سے نفیِ وجود لازم نہیں ہے باحادیث متکاثرہ آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا صلوٰۃ الضحٰی ادا کرنا ثابت ہے اسی وجہ سے جلال الدین سیوطی رسالہ صلوٰۃ الضحٰی میں لکھتے ہیں الخ۔"[2]

جب ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے نزدیک عدمِ ثبوت عدم ثبوت واقعی کو مستلزم نہ ہوا تو زید و عمرو و من و تو کس شمار و قطار میں ہیں۔

سادساً عدم ثبوت مان بھی لیں تو اُس کا صرف یہ حاصل کہ منقول نہ ہوا، پھر عقلاء کے نزدیک عدم نقل نقل عدم نہیں یعنی اگر کوئی فعل بخصوصہ حضور پُرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے منقول نہ ہو تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے کیا بھی نہ ہو، امام محقق علی الاطلاق فتح القدیر میں فرماتے ہیں :

---

[1] رسالہ بدعت میاں اسمٰعیل دہلوی

[2] کتاب السعی المشکور لعبد الحی بحث اسکی کہ نفیِ رؤیت سے نفیِ وجود لازم نہیں مطبع چشمہ فیض لکھنؤ ص ۱۱۳

خود مجیب اپنی سعی مشکور میں تنزیہ الشریعۃ امام ابن عراق سے نقل کرتے ہیں: عدم النقل لا ینفی الوجود[1] (عدمِ نقل نفیِ وجود کو مستلزم نہیں۔ت) عدم الثبوت لا یلزم منہ اثبات العدم[2] (عدمِ ثبوت سے اثباتِ عدم لازم نہیں آتا۔ت)

سابعًا خادمِ حدیث جانتا ہے کہ بارہا رواۃ حدیث امور مشہورہ معروفہ کو چھوڑ جاتے ہیں اور ان کا وہ ترک دلیلِ عدم نہیں ہوتا، ممکن کہ یہاں بھی بربنائے اشتہار حاجت ذکر نہ جانی ہو اس اشتہار کا پتا اس حدیث صحیح سے چلے گا جو ہم نے صدر کلام میں روایت کی کہ جب تابعین عظام میں بعد نماز عیدین دعا کا رواج تھا تو ظاہراً انھوں نے یہ طریقہ انیقہ صحابہ کرام اور صحابہ کرام نے حضور سید الانام علیہ وعلیہم الصلوۃ والسلام سے اخذ کیا، حضرات مانعین اگر دیانت پر آئیں تو سچ سچ بتادیں گے کہ عیدین کے قعدہ اخیرہ میں خود بھی دعا و درود پڑھتے اور اُسے جائز و مستحب جانتے ہیں، اس کی خاص نقل حضور پُرنور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے دکھادیں یا اپنے بدعتی ہونے کا اقرار کریں، اور اگر فرائض پر قیاس یا اطلاقات سے تمسک کرتے ہیں تو یہاں کیوں یہ طرق نامقبول ٹھہرتے ہیں واللہ الموفق۔

ثامنًا نقل عدم بھی سہی پر وہ نقلِ منع نہیں۔ اللہ عزوجل نے فرمایا ہے کہ ما اٰتٰکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا[3] جو رسول دے وہ لو اور جس سے منع فرمائے باز رہو۔ یہ نہیں فرمایا کہ ما فعل الرسول فخذوہ ومالم یفعل فانتھوا رسول جو کرے کرو اور جو نہ کرے اُس سے بچو کہ شرعاً یہ دونوں قاعدے منقوض ہیں۔ امام الوہابیہ کے عمِ نسب و پدرِ علم وجدِ طریقت شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی تحفہ اثنا عشریہ میں فرماتے ہیں:

نکردن چیزے دیگر ست و منع فرمودن چیزے دیگر[4] کسی چیز کا نہ کرنا اور شئی ہے اور منع کرنا اور شئی ہے۔ (ت)

تاسعًا اگر مجرد عدمِ نقل یا عدمِ فعل مستلزم ممانعت ہو تو کیا جواب ہوگا، شاہ ولی اللہ اور اُن کے والد شاہ عبدالرحیم صاحب اور صاحبزادے شاہ عبدالعزیز صاحب اور امام الطائفہ میاں اسمٰعیل اور ان کے

---

[1] فتح القدیر کتاب الطہارۃ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۲۰

[2] کتاب السعی المشکور فی رد المذہب المشہور لعبد الحی ضعیف رواۃ وجہالت الخ مطبع چشمہ فیض لکھنؤ ص ۱۹۷

[3] القرآن ۵۹/۷

[4] تحفہ اثنا عشریہ باب ہم مطاعن ابوبکر رضی اللہ عنہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۲۶۹

پیر سید احمد اور شیخ السلسلہ جناب شیخ مجدد صاحب اور عمائد سلسلہ مرزا مظہر صاحب و قاضی ثناء اللہ صاحب وغیرہم سے جنہوں نے اذکار و اشغال و اوراد وغیرہا کے صدہا طریقے احداث و ایجاد کئے اور ان کے محدث و مخترع ہونے کے خود اقرار لکھے پھر انھیں سبب قربِ الٰہی و رضائے ربانی جانا کئے اور خود عمل میں لاتے اوروں کو اُن کی ہدایت و تلقین کرتے رہے۔ شاہ ولی اللہ قول الجمیل میں لکھتے ہیں ؛

لم یثبت تعین الاداب ولا تلک الاشغال[1] — نہ یہ تعینِ آداب ثابت ہے اور نہ یہ اشغال۔(ت)

مرزا جان جاناں صاحب مکتوب ۱۱ میں فرماتے ہیں ؛

ذکر جہر یا کیفیاتِ مخصوصہ و نیز مراقبات بہ اطوار معمولہ کہ در قرونِ متاخرہ رواج یافتہ از کتاب و سنت ماخوذ نیست بلکہ حضرات مشائخ بطریق الہام و اعلام از مبدءِ فیاض اخذ نمودہ اند و شرع ازاں ساکت است و داخل دائرۂ اباحت و فائدہ دراں محقق و انکار آں ضرورتے[2]

ذکر بالجہر مخصوص کیفیات کے ساتھ اس طرح اطوار معمول کے ساتھ مراقبات جو متاخرین کے دور میں رواج پاچکے ہیں یہ کتاب و سنت سے ماخوذ نہیں بلکہ حضرات مشائخ نے بطریق الہام و اعلام مبدءِ فیاض سے حاصل کئے ہیں، اور شریعت ان کے بارے میں خاموش ہے اور یہ دائرۂ اباحت میں داخل، اور ان کے فوائد ہیں نقصان کوئی نہیں۔ (ت)

www.alahazratnetwork.org

فقیر غفر اللہ تعالٰی لہ نے اس کی قدرے تفصیل اپنے رسالہ انہار الانوار من یم صلوٰۃ الاسرار ۱۳۰۵ھ میں ذکر کی و باللہ التوفیق۔

عاشراً ان سب صاحبوں سے درگزریے، خود وہ عالم جن کا فتوٰی اس مسئلہ میں تمہارا مبلغ استناد و منتہائے استعداد ہے یعنی مولوی لکھنوی مرحوم اُنھیں کے فتاوٰی کی تصریحات جلیہ تنصیصات قویہ دیکھئے کہ ان کے اصول و فروع کس درجہ تمہارے فروع و اصول کے قاطع و قامع ہیں۔ پھر ان مسائل میں اُن کا دامن تھامنا، چراغِ خرد کا صرصر جہل سے سامنا عقل و ہوش سے لڑائی ٹھاننا، نافع و مضر میں فرق نہ جاننا، نہیں تو کیا ہے۔ میں یہاں ان کی صرف دو عبارتیں نقل کروں گا جو حضرات وہابیہ کے اسی مغالطہ عامۃ الورود یعنی حدوثِ خصوص اور قرونِ ثلثہ سے عدمِ ورود کو دلیل منع جاننے کی قاطع و فاضح ہیں اور وہ بھی صرف اسی مجموعہ فتاوٰی نہ اُن کے دیگر رسائل سے تاکہ سب پر ظاہر ہو جائے۔

۱؎ القول الجمیل مع شفاء العلیل فصل ۱۱ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۷۳

۲؎ مکتوبات مرزا مظہر جانجاناں از کلمات طیبات مکتوب ۱۱ مطبع مجتبائی دہلی ص ۲۳

کہ با کہ باختہ عشق در شبِ دیجور
(تُو نے اندھیری رات میں کس سے عشق بازی کی)

پھر ان میں بھی قصدِ استیعاب نہیں بلکہ صرف چند عبارتیں پیش کروں گا، بعض مفید ضوابط واصول اور بعض میں فروع تی طرۃ اصولِ فضول واللہ المستعان علٰی کل جہول۔

الاصول ـــــ عبارت ۱ : مجموعہ فتاوی جلد اوّل کے صفحہ ۹۶ پر علامہ سید شریف کے حواشی مشکوٰۃ سے استناداً نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے حدیث :

من احدث فی امرنا ھذا مالیس منہ فھو ردّ۔ (جس نے ہمارے امر میں نئی ایجاد کی وہ اس میں سے نہ تھی وُہ مردود ہوگی۔ ت)

کی شرح میں فرمایا :

المعنی ان من احدث فی الاسلام رأیا لم یکن لہ من الکتاب والسنۃ سند ظاھر اوخفی ملفوظ اومستنبط فھو مردود علیہ انتھی[1] (یعنی حدیث کے یہ معنٰی ہیں کہ جو شخص دین میں ایسی رائے پیدا کرے جس کے لئے قرآن وسنت میں ظاہر یا پوشیدہ، صراحۃً یا استنباطاً کسی طرح کی سند نہ ہو وہ مردود ہے انتہی۔)

تو صاف ثابت ہُوا کہ قرونِ ثلٰثہ سے ورودِ خصوصیت زنہار ضرور نہیں بلکہ عموم واطلاق اباحت میں دخول بسند کافی ہے کما ھو مذھب اھل الحق (جیسا کہ اہلِ حق کا مذہب ہے۔ ت)

عبارت ۲ : اُسی کے صفحہ ۷۵ پر امام ابن حجر مکی کی فتح مبین شرح اربعین سے ناقل :

المراد من قولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی اٰلہ وسلم من احدث فی امرنا ھذا مالیس منہ ماینافیہ اولا یشھد لہ قواعد الشرع والادلۃ العامۃ انتھی[2] (یعنی حدیث کی مراد یہ ہے کہ وہی نو پیدا چیز بدعت سیئہ ہے جو دین وسنت کا رد کرے یا شریعت کے قواعد اطلاق و دلائل عموم تک اس کی گواہی نہ دیں۔)

عبارت ۳ : اُسی صفحہ میں خود لکھتے ہیں :

گمان نبری کہ استحسان شرعی صفت آن مامور بہ (یہ گمان نہ ہو کہ استحسان شرعی ایسے مامور بہ کی

---

[1] مجموعہ فتاوٰی کتاب الحظر والاباحۃ مطبوعہ یوسفی فرنگی محلی لکھنؤ ۲/۸
[2] " " " " ۲/۹

است کہ صراحۃً در دلیلے از دلائل اربعہ امر باو وارد شدہ باشد بلکہ استحسان صفت ہر مامور بہ است خواہ صراحۃً امر باو وارد شدہ باشد یا از قواعد کلیہ شرعیہ سندش یافتہ شدہ باشد[1]

صفت ہوگا جس پر دلائل اربعہ میں سے صراحۃً کوئی دلیل وارد ہوگی بلکہ استحسان ہر اس مامور بہ کی صفت بن سکتا ہے خواہ صراحۃً اس پر امر وارد ہو یا قواعد کلیہ شرعیہ سے اس پر سند ہے ۔ (ت)

عبارت ۴ : صفحہ ۵۰ پر لکھا :

ہر محدثیکہ وجودش بخصوصہ در زمانے از ازمنۂ ثلثہ نباشد لیکن سندش در دلیلے از ادلۂ اربعہ یافتہ شود ہم مستحسن خواہد شد نمی بینی کہ بنائے مدارس[2] الخ۔

www.alahazratnetwork.org

ہر وہ نئی شئی جس کا وجود تین زمانوں میں سے کسی زمانہ میں نہ ہو لیکن اس پر ادلہ اربعہ سے سند موجود ہو تو وہ بھی مستحسن ہوگی آپ مدارس وغیرہ کی ایجاد نہیں دیکھتے الخ (ت)

عبارت ۵ : صفحہ ۵۳۱ :

کتبِ فقہ میں نظائر اس کے بہت موجود ہیں کہ ازمنہ سابقہ میں ان کا وجود نہ تھا مگر بہ سبب اغراضِ صالحہ کے حکم اس کے جواز کا دیا گیا۔[3]

الفروع ــــ عبارت ۶ : صفحہ ۶۲ :

اگر تسلیم کنم کہ ذکرِ مولد در ازمنۂ ثلثہ نبود و نہ از مجتہدین حکم او منقول شد لیکن چوں در شرع ایں قاعدۂ ممہد شدہ است کل فرد من افراد نشر العلم فھو مندوب و ذکرِ مولد نیز زیر آنست لابد حکم مندوبیت او دادہ خواہد شد[4]

اگر میں تسلیم کروں کہ ذکرِ مولد تین زمانوں میں سے کسی میں نہیں اور مجتہدین سے اس کا حکم منقول نہیں ہے لیکن شرع میں جب یہ بنیادی قاعدہ ہے کہ ہر وہ فرد جس سے علم کی اشاعت ہو وہ مندوب ہوتا ہے تو ذکرِ مولد بھی اسی میں شامل ہے تو ضروری ہے اسے بھی مندوب کہا جائے ۔ (ت)

عبارت ۷ : صفحہ ۲۹۸ :

بعد دو رکعت سنتِ ظہر و مغرب وعشا کے دو رکعت نفل پڑھنا آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا

---

[1] و [2] مجموعہ فتاوٰی کتاب الحظر والاباحۃ مطبوعہ مطبع یوسفی فرنگی محلی لکھنؤ ۲/ ۹

[3] مجموعہ فتاوٰی کتاب المساجد " " " ۱/ ۱۱۳

[4] " " " " " ۲/ ۱۲

اب تک نظر سے نہیں گزرا لیکن جو شخص بقصدِ ثواب بدون اعتقادِ سنیت پڑھے گا وہ ثواب پائیگا کیونکہ حدیث میں وارد ہے:

الصلوٰۃ خیر موضوع فمن شاء فلیقلل ومن شاء فلیکثر[1]
نماز سب سے بہتر عمل ہے جو چاہتا ہے کم کرے اور جو چاہتا ہے زیادہ کرے (ت)

اقول سائل سے پُوچھا تھا اصل اس کی سنت و اجماع و قیاس سے ثابت ہے یا نہیں اور اُن میں بعض کے لئے ثبوت خاص احادیث سے نظرِ فقیر میں حاضر مگر کلام ردِ خیالاتِ وہابیت میں ہے وھو حاصل (اور یہی حاصل ہے۔ت)

www.alahazratnetwork.org

عبارت ۸: صفحہ ۲۹۴:

الوداع یا الفراق کا خطبہ آخر رمضان میں پڑھنا اور کلماتِ حسرت و رخصت کے ادا کرنا فی نفسہٖ امر مباح ہے بلکہ اگر یہ کلمات باعثِ ندامت و توبہ سامعان ہُوئے تو امیدِ ثواب ہے مگر اس طریقہ کا ثبوت قرونِ ثلٰثہ میں نہیں[2] الخ

عبارت ۹: مجموعہ فتاوی جلد دوم صفحہ ۱۷۰:

کسیکہ می گوید کہ وجودیہ و شہودیہ از اہلِ بدعت اند قولش قابلِ اعتبار نیست و منشاء قولش جہل و ناواقفیت است از احوال اولیاء از معنے توحید وجودی و شہودی و شاعری کہ ذم ہر دو فرقہ ساختہ قابلِ ملامت است واللہ اعلم[3]۔

جو شخص یہ کہتا ہے کہ وحدت الوجود اور وحدت الشہود والے اہلِ بدعت ہیں اس کے قول کا کوئی اعتبار نہیں اور اس کی وجہ اس کا احوالِ اولیاء اور معنی توحید وجودی اور شہودی سے جہالت و ناواقفیت ہے اور وہ شاعر جو ان دونوں طبقات پر طعن کرتا ہے وہ قابلِ مذمت ہے واللہ اعلم۔ (ت)

ذرا تقویۃ الایمان کی بالاخوانیاں یاد کیجئے۔

عبارت ۱۰: صفحہ ۲۱۴:

فی الواقع شغلِ برزخ اُس طور پر کہ حضرات صوفیہ صافیہ نے لکھا ہے نہ شرک ہے نہ ضلالت؛

---

[1] مجموعہ فتاوی کتاب الصلوٰۃ مطبوعہ مطبع یوسفی فرنگی محلی لکھنؤ ۱/۱۵۳
[2] " کتاب الحظر والاباحۃ " " " " ۲/۲۵-۲۴
[3] " " " " " " ۲/۵۸

ہاں افراط و تفریط اُس میں منجر ضلالت کی طرف ہے، تصریح اس کی مکتوب مجدد الف ثانی میں جابجا موجود ہے واللہ اعلم[1]

سبحٰن اللہ وُہ عالم کہ تمہارے مذہب نامہذب پر معاذ اللہ صراحۃً مشرک و مجوزِ شرک ہو چکا اُس پر اعتماد اور اُس کے فتوے سے استناد کس دین و دیانت میں روا۔

عبارت ۱۱: اُسی کی جلد سوم صفحہ ۵۰ میں ہے:

سوال: وقت ختم قرآن در تراویح سہ بار سورۂ اخلاص می خوانند مستحسن است یا نہ؟

جواب: مستحسن است[2]

سوال: تراویح میں ختم قرآن کے وقت تین بار سورۂ اخلاص پڑھنا مستحسن ہے نہیں؟

جواب: مستحسن ہے۔ (ت)

عبارت ۱۲: صفحہ ۱۲۵:

اما جمع میان تکلم بالفاظِ سلام و دست برداشتن و بر سر یا سینہ نہادن پس ظاہراً لاباس بہ است[3]

لفظِ سلام کہتے ہوئے سر یا سینہ پر ہاتھ رکھنے میں ظاہراً کوئی حرج نہیں۔ (ت)

عبارت ۱۳: صفحہ ۱۲۷:

سوال: بسم اللہ نوشتن بر پیشانیِ میت از انگشت درست یا نہ؟

جواب: درست است[4]

سوال: میت کی پیشانی پر انگلی سے بسم اللہ لکھنا درست ہے یا نہیں؟

جواب: درست ہے۔ (ت)

عبارت ۱۴: صفحہ ۱۳۳:

سوال قیام وقت ذکرِ ولادت باسعادت کے جواب میں قیام بالقصد کا قرون ثلٰثہ سے منقول نہ ہونا اور بعض احوال میں صحابہ کرام کا حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے لئے قیام نہ کرنا نقل و تحریر کرکے لکھتے ہیں:

لیکن علمائے حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً قیام می فرمایند امام برزنجی رحمۃ اللہ تعالٰی در رسالہ مولد

لیکن حرمین شریفین (اللہ تعالٰی ان کو اور شرف عطا فرمائے) کے علماء قیام کرتے ہیں، امام برزنجی رحمۃ اللہ

---

[1] مجموعۂ فتاوٰی

[2] مجموعۂ فتاوٰی باب التراویح مطبوعہ مطبع یوسفی فرنگی محلی لکھنؤ ۳/۵۷

[3] " باب المصافحۃ والمعانقۃ " " " ۳/۱۲۱

[4] " باب ما یتعلق بالموتی " " " ۳/۱۲۳

می نویسند وقد استحسن القیام عند ذکر مولدہ الشریف ائمۃ ذو روایۃ ودرایۃ فطوبٰی لمن کان تعظیمہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم غایۃ مرامہ ومرماہ انتہٰی[1]

رسالہ مولد میں لکھتے ہیں صاحبِ روایۃ ودرایۃ ائمہ ذکر مولد شریف کے وقت قیام مستحسن تصور کرتے ہیں مبارک ہے ان علماء کے لئے جس کا مقصد و منزل نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تعظیم ہے انتہی (ت)

یعنی ذکرِ ولادت شریف کے وقت قیام کرنے کو اُن اماموں نے مستحسن فرمایا ہے جو صاحبِ روایت و درایت تھے تو خوشی و شادمانی ہوا سے جس کی نہایت مراد و مقصد حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تعظیم ہے اور خود مجیب لکھنوی حرمین طیبین کی مجالسِ متبرکہ میں اپنا حاضر و شریک ہونا بیان کرتے اور انھیں مجالس متبرکہ لکھتے ہیں حالانکہ بشہادت مجیب و مشاہدہ تواتر اُن مجالس ملائک مآنس کا قیام پر مشتمل ہونا یقینی۔ مجیب موصوف اسی جلد فتاوٰی صفحہ ۵۲ میں لکھتے ہیں:

www.alahazratnetwork.org

در مجالس مولد شریف کہ از سورۃ والضحٰی تا آخر می خوانند البتہ بعد ختم ہر سورہ تکبیر می گویند راقم شریک مجالس متبرکہ بودہ ایں امر را مشاہدہ کردہ ام ہم در مکہ معظمہ وہم در مدینہ منورہ وہم در جدہ[2]

مولد شریف کی مجالس میں سورۃ والضحٰی سے لے کر آخر تک پڑھتے ہیں ہر سورت کے اختتام پر تکبیر کہتے ہیں راقم الحروف مکہ معظمہ، مدینہ منورہ اور جدہ میں ان مجالس مبارکہ میں شریک ہوا ہے۔ (ت)

عبارت ۱۵: طرفہ یہ کہ صفحہ ۱۲۰ پر لکھتے ہیں:

سوال: پارچۂ جھنڈۂ سالار مسعود غازی در مصرف خود آرد یا تصدق نماید؟

سوال: سالار مسعود غازی کے جھنڈے کا کپڑا اپنے مصرف میں لایا جا سکتا ہے یا اسے صدقہ کردیا جائے؟

جواب: ظاہراً در استعمال پارچۂ مذکور بصرفِ خود وجہی کہ موجب بزہ کاری باشد نیست و اولٰی آنست کہ بمساکین وفقراء دہد[3]

جواب: ظاہراً اپنے استعمال میں لانے میں کوئی گناہ نہیں، ہاں بہتر یہ ہے کہ مساکین و فقراء پر خرچ کردیا جائے۔ (ت)

ذرا حضرات مخالفین اس اولٰی آنست (بہتر یہ ہے۔ ت) کی وجہ بتائیں اور اسے اپنے اصول پر منطبق

---

[1] مجموعہ فتاوٰی باب قیام میلاد شریف مطبوعہ مطبع یوسفی فرنگی محلی لکھنؤ ۳/۱۲۰

[2] ؍؍ باب القراءۃ فی الصلوٰۃ قراءۃ فاتحہ خلف الامام ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ۳/۵۲

[3] ؍؍ باب مایحل استعمالہ ومالایحل ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ۳/۱۱۲

فرمائیں ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اس قسم کے کلام رسائل ومسائل مجیب میں بکثرت ملیں گے وفیما ذکرنا کفایۃ اللہ واللہ سبحٰنہ ولی الھدایۃ (جو کچھ ہم نے ذکر کیا یہ کافی ہے، اور اللہ تعالٰی کی ذات پاک ہے اور وہی ہدایت کا مالک ہے۔ ت)

بحمد اللہ جواب اپنے منتہٰی کو پہنچا اور تحقیقِ حق تا ذروہٴ علیا اب نہ رہا مگر سعی مانعین کا وہ پہلا رونما یعنی عوام کا بعد نماز فرائض بھی دُعا سے دست کش ہونا یہاں اگر میں نقلِ احادیث پر اتروں تو ایک مستقل رسالہ املا کروں مگر بحکم ضرورت صرف مولوی عبدالحی صاحب کا ایک فتوٰی ملخصاً نقل کرتا ہوں جس پر غیر مقلدین زمانہ کے امام اعظم نذیر حسین دہلوی کی بھی مہر ہے۔ مجموعہ فتاوٰی جلد دوم صفحہ [illegible]

www.alahazratnetwork.org

چہ می فرمایند علمائے دین اندریں مسئلہ کہ رفع یدین در دعا بعد نماز چنانکہ معمول ائمہ ایں دیار ست ہرچند فقہا مستحسن می نویسند و احادیث در مطلق رفع یدین در دعا نیز وارد دریں خصوص ہم حدیثے وارد ست یا نہ؟ بینوا توجروا۔

اس بارے میں علماء کیا فرماتے ہیں کہ نماز کے بعد دعا میں ہاتھ اٹھانا جیسا کہ اس علاقے کے ائمہ کا طریقہ ہے کیسا ہے؟ فقہاء نے اسے مستحسن لکھا ہے احادیث میں مطلقاً دُعا میں ہاتھ اٹھانے کا تذکرہ بھی آیا ہے کیا اس سلسلہ میں کوئی حدیث ہے یا نہیں؟ بیان کرکے اجر پاؤ۔

ھو المصوب دریں خصوص نیز حدیثے وارد ست حافظ ابوبکر احمد بن محمد بن اسحٰق بن السنی در عمل الیوم واللیلہ می نویسند حدثنی احمد بن الحسن حدثنا ابو اسحٰق یعقوب بن خالد بن یزید الیالسی حدثنا عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن القرشی عن خصیف عن انس عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انہ قال ما من عبد بسط کفیہ فی دبر کل صلٰوۃ ثم یقول اللھم الٰھی والہ ابراھیم واسحٰق ویعقوب والٰہ جبرئیل میکائیل واسرافیل اسئلک ان تستجیب دعوتی فانی مضطر وتعصمنی فی دینی فانی مبتلی وتنالنی

ہو المصوب، اس بارے میں خصوصاً حدیث بھی وارد ہے حافظ ابوبکر احمد بن محمد بن اسحٰق بن السنی اپنی کتاب عمل الیوم واللیلہ میں لکھتے ہیں کہ مجھے احمد بن حسن انھیں ابو اسحٰق یعقوب بن خالد بن یزید الیالسی نے انھیں عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن القرشی نے انھیں خصیف نے حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے بھی ہر نماز کے بعد اپنے ہاتھوں کو پھیلایا اور پھر عرض کیا: اے اللہ میرے معبود، سیدنا ابراہیم و اسحٰق اور یعقوب کے معبود، جبرائیل، میکائیل اور اسرافیل کے الٰہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ میری دعا قبول کیجئے میں مضطر ہوں مجھے میرے دین میں محفوظ رکھئے، میں مبتلا ہوں مجھے

برحمتك فانى مذنب وتنفى عنى الفقر فانى متمسكن الا كان حقا على الله عزوجل ان لا يرد يديه خائبتين و الله تعالیٰ اعلم۔

اپنی رحمت عطا کیجئے میں نہایت گنہگار ہوں میرے فقر کو دور کردیجئے میں نہایت مسکین ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ اس کے ہاتھوں کو خالی نہ لوٹائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

الجواب صحیح ويؤيده ما رواه ابوبكر بن ابی شیبة فی المصنف عن الاسود العامری عن ابیه قال صلیت مع رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم الفجر فلما سلم انصرف ورفع یدیه و دعا الحدیث فثبت بعد الصلوٰة المفروضة رفع الیدین فی الدعاء عن سید الانبیاء اسوة الاتقیاء صلی الله تعالیٰ علیه وسلم کما لا یخفی علی العلماء الاذکیاء۔

یہ جواب صحیح ہے اور اس کی تائید وہ روایت بھی کرتی ہے جو ابوبکر بن ابی شیبہ نے مصنف میں اسود عامری سے انھوں نے اپنے والد سے بیان کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نمازِ فجر ادا کی آپ نے سلام پھیرا، ہاتھ اٹھائے اور دُعا کی الحدیث، لہذا نماز فرض کے بعد سیدالانبیاء، اسوۃ الاتقیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہاتھ اٹھا کر دُعا مانگنا ثابت ہے جیسا کہ علماء اذکیاء پر مخفی نہیں۔ (ت)

محمد
سید
نذیر حسین

لطیفہ: فقیر غفرلہ المولی القدیر نے وہابیہ کے اس خیالِ ضلال کے رد و ابطال کو کہ جو کچھ بخصوصہ قرون ثلثہ سے منقول نہیں ممنوع ہے، مجیب کی پندرہ[15] عبارتیں نقل کیں مگر لطف یہ ہے کہ خود ہی فتوے جس سے یہاں انھوں نے استناد کیا اس خیال کے ابطال کو بس ہے، مجیب کی عادت ہے کہ شروع جواب میں ھو المصوب (وہی درست کرنے والا ہے۔ ت) یہی لفظ اس فتوے کی ابتداء میں بھی لکھا کما سمعت نصہ (جیسا کہ اس کے الفاظ آپ پیچھے پڑھ چکے۔ ت) اب حضرات مخالفین ثابت کر دکھائیں کہ حضور

---

[1] مجموعہ فتاوٰی کتاب الصلوٰۃ رفع یدین در دعا بعد ادائے نماز پنجگانہ مطبوعہ مطبع یوسفی فرنگی محلی لکھنؤ ۱/۲۴۸

سیدعالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یا صحابہ کرام و تابعین عظام علیہم الرضوان، اللہ جل وعلا کو مصوب کہا کرتے ہوں خصوصاً بحالیکہ اسمائے الٰہیہ توفیقی ہیں،

واذ قد بلغنا الٰی ذکر التوقیف وقف القلم و کان ذٰلک اللیلۃ بقیت من اوسط عشرات شعبان المعظم سنۃ الف و ثلٰثمائۃ و سبع ۱۳۰۷ھ من ھجرۃ سید العالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم والحمد للہ علٰی ماالھم والصلٰوۃ والسلام علی المولی الاعظم واٰلہ وصحبہ سادات الامم واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

جب ہم لفظ توقیف پر پہنچ چکے قلم رک گیا اس کا اختتام ۱۳۰۷ھ میں شعبان المعظم کے وسط میں ہوا، سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو رہنمائی کرتا ہے صلٰوۃ وسلام مولی اعظم پر، آپ کی آل اور اصحاب پر جو کہ امت کے سربراہ ہیں۔ واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔ (ت)

مسئلہ ۱۴۱۴ تا ۱۴۱۵: بنارس محلہ کنڈی گڑ ٹولہ مسجد بی بی راجی شفاخانہ از مولوی عبدالغفور صاحب ۶ جمادی الآخرہ ۱۳۱۲ھ۔

بخدمت لازم البرکۃ جامع معقول ومنقول حاوی فروع واصول جناب مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب مداللہ فیضانہ از جانب خادم الطلبہ عبدالغفور سلام علیک قبول باد، کچھ مسائل میں یہاں درمیان علما کے اختلاف ہے لہذا مسئلہ ارسال خدمت لازم البرکۃ ہے امید ہے کہ جواب سے مطلع فرمائیں

(۱) زید کہتا ہے نماز عیدین صحرا میں پڑھنی سنت ہے لیکن شہر میں بھی جائز ہے جس شخص نے نماز مذکور شہر میں پڑھی نماز اس کی ضرور ادا ہوئی البتہ ترک سنت اس نے کیا اور ثواب سنت سے محروم رہا، عمرو کچھ روز تک قائل تھا نماز عیدین شہر میں جائز نہیں مگر چند روز سے بذات خود یا بوجہ تعلیم کسی غیر کے کہتا ہے گو نماز مذکور شہر میں جائز ہے لیکن پڑھنے والے گنہگار رہوں گے۔

(۲) زید کہتا ہے نماز عیدین مسجد پختہ چھت دار کے اندر جو صحرا میں واقع ہے پڑھنے سے ثواب صحرا میں پڑھنے کا نہ ملے گا عمرو کہتا ہے گو مسجد پختہ چھت دار ہے مگر چونکہ صحرا میں واقع ہے لہذا ثواب صحرا میں پڑھنے کا ملے گا، ان سب مسائل میں قول زید کا صحیح ہے یا عمرو کا؟ بیّنوا توجروا۔

الجواب

(۱) قول زید صحیح ہے عامہ کتب مذہب متون وشروح وفتاوٰی میں تصریح ہے کہ نماز عیدین بیرون شہر مصلی یعنی عیدگاہ میں پڑھنی مندوب ہے مستحب ہے، افضل ہے، مسنون ہے، فرض نہیں کہ شہر میں ادا ہی